Semahi QAFLA-E-HAQQ SARGODHA PAKISTAN

الناشر: مرکز اہل السنت والجماعت، ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

مسلک اہل السنّت والجماعۃ کی خدمت کی غرض سے **2003**ء میں قافلہ کے نام سے ہفت روزہ شائع کرنے کا ارادہ کیا تو امام اہل السنّت والجماعۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی خدمت میں حاضری دی حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ قافلہ کی بجائے "قافلہ حق" نام رکھو اور بندہ کی گزارش پر حضرت دامت برکاتہم نے "قافلہ حق" کیلئے کچھ تحریر فرمایا جس کا عکس شائع کیا جارہا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (قرآن کریم)

ید اللہ علی الجماعۃ (حدیث شریف)

اے مذہبی مکتب مجھے جدا اپنے قافلے سے تو — تیری بھی ہیں شعلۂ فروزاں تجلیاں (علامہ اقبال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد
اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں جن کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے مگر
ان میں سے ایک اہم اور بڑی نعمت دین حق کی شناخت ہے۔ اور اسکی
پیروی ہے افراط و تفریط سے بچکر دین پر چلنا اور اسکی خدمت
بہت بڑی دولت ہے آج کا دور فتنوں کا اور مادر پدر آزادی کا
دور ہے اور اپنے اکابر سے الگ ہوکر اور ہٹ کر کوئی بھی راستہ
اختیار کرنا یقیناً گمراہی کا سبب ہے اس پرفتن دور میں
صحیح ہی کا دامن تھامنا ہی حق کی علامت ہے کیونکہ جو علم ہدایت اور
تقویٰ ان کو حاصل تھا وہ ہمیں حاصل نہیں ہے اسلئے قرآن کریم
اور حدیث شریف کو جو دین حق کی بنیاد ہے سمجھنا انہی حضرات
کے نقش قدم پر چل کر ہی حاصل ہوسکتا ہے اصول دین اور فروع دین
کی تشریح اور تفسیر میں انہی کے اقوال قابل حجت ہیں اور بس
عزیزم مولانا حافظ محمد الیاس گھمن زید مجدہ سے یہ معلوم کر کے
بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے مسلک اہل حق کی حفاظت کے لئے اور
وسعت و اشاعت کی خاطر ایک ہفت روزہ رسالہ
"قافلہ حق" نکالا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کو اخلاص
و ہمت سے نوازے اور ان کی مجاہدانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور
شرف قبولیت سے نوازے آمین ثم آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ
خاتم النبیین محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ الی
یوم الدین آمین

الاحقر الضعیف ابوالزاہد محمد سرفراز عفی عنہ

[illegible]

جلد ۱ محرم الحرام صفر المظفر ربیع الاول ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء شمارہ نمبر ۱

زیر سرپرستی

امام اہل السنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ

عارف باللہ حضرۃ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم العالیہ

قطب العصر مرشد العلماء حضرۃ اقدس مولانا سید محمد امین شاہ دامت برکاتہم العالیہ

مجلس مشاورت

- مولانا ابو عبداللہ بہادر صاحب
- مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب
- مولانا امجد سعید صاحب
- مولانا مفتی محمد افضل صاحب
- مولانا عابد جمشید رانا صاحب

قیمت ۱۵ روپے

مولانا محمد عمر دراز
مرکز اہل السنت والجماعت ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
Tel: 048-3881487 Mob: 0322-6223097

ملنے کا پتہ: **مرکز اہلسنت والجماعت**

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

Mob: 0322-6223097 Tel: 048-3881487

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مولانا ابوعبداللہ بہادر

جماعۃ الدعوۃ کی دستخطی مہم یا دعوتی مہم

جن دنوں میں حکومت پاکستان نے تحفظ خواتین بل کے نام سے اسمبلی سے ایک قانون پاس کیا، تو اس حکومتی غیر شرعی قانون کے خلاف اسمبلی کے اندر اور باہر شدید قسم کا احتجاج کیا گیا اور یہ احتجاج کرنا عوام کا آئینی حق ہے۔ یہ احتجاج اجتماعی طور پر بھی ہوا اور انفرادی طور پر بھی ہر وہ انسان جس کے دل میں اسلام کی محبت ہے اور وہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے اسباب پر گہری نگاہ رکھتا ہے اس نے حکومت پاکستان کے اس اقدام کو مناسب نہیں سمجھا۔ اس احتجاج کے لئے مستقل طور پر کئی فورم بنائے گئے جن میں پاکستان کی مذہبی قیادت کا بنایا ہوا تحفظ حدود اللہ کے نام سے فورم بڑا نمایاں ہے جہاں پاکستان کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ ابھی تک اس ملک میں ایک بہت بڑی بدقسمتی یہ بھی ہے کہ اس ملک میں کچھ ایسے حضرات بھی ہیں جو ایسے اجتماعی کاموں میں اجتماعیت کو مضبوط کرنے کے بجائے ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر اجتماعیت کو نقصان پہنچانا ہی دینی خدمت سمجھتے ہیں اور ایسے لوگوں کی ان حرکات کو دیکھ کر اس بات پر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ کسی اور کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں ایسے ہی حضرات میں سر فہرست نام مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو نقصان پہنچانے والی جماعت ''جماعۃ الدعوۃ'' کا ہے۔ میرے اس دعوی کو جاننے کے لئے حالیہ دنوں میں تحفظ نسواں کے خلاف چلنے والی اجتماعی تحریک پر غور کریں تو بات با آسانی سمجھ آسکتی ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں اس وقت چار بڑے اتحاد موجود ہیں۔

1- مجلس عمل جو کہ پاکستان میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا اتحاد ہے۔

2- متحدہ جہاد کونسل کے نام سے جو کہ جہاد کشمیر میں شامل جماعتوں کا اتحاد ہے۔

3-اتحاد تنظیمات، مدارس جو کہ مختلف وفاقوں کا اتحاد ہے۔
4- تحفظ حدود اللہ، جو کہ اللہ کے تحفظ کے لئے تحریک چلانے والی مذہبی قیادت کا اتحاد ہے

تحفظ نسواں بل کے نام پر پاس ہونے والے قانون کے خلاف احتجاج ہوا اور خوب ہوا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جماعۃ الدعوۃ نے کن مقاصد کے تحت گذشتہ دنوں چاروں اتحادوں سے الگ تھلگ تحفظ خواتین کے خلاف دستخطی مہم شروع کر رکھی ہے اگر جماعۃ الدعوۃ اس احتجاج میں مخلص تھی تو پھر کسی بڑے اتحاد کا حصہ بن کر احتجاج کر لیتی۔ جس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا کہ دستخطی مہم میں شریک افراد کی تعداد مزید بڑھ جاتی ہے۔ مگر پھر یہ پاکستان میں عموماً اور بیرون ملک خصوصاً کیسے یہ تاثر دیتے کہ ہماری تعداد کتنی ہے اس کے لئے بہترین طریقہ دستخطی مہم کا شروع کیا گیا۔

1- جس سے جماعت کا تعارف بھی ہو گیا کہ ہماری تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔
2- بیرونی دنیا میں فارموں کے نام پر پتے اکٹھے کر کے اپنی تعداد کو زیادہ ظاہر کرنے کا موقع بھی مل گیا۔

یہ دو فائدے اگرچہ جماعۃ الدعوہ کو ذاتی اور جماعتی طور پر مل گئے ہیں مگر امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر دو بڑے نقصان اٹھانے پڑے۔

1- امت مسلمہ کی اجتماعیت کو متاثر کیا اور یہی غیر مقلدین کا اصل مشن ہے جس کے لئے انگریز نے ان کو وجود بخشا ہے۔
2- اتحاد کی صورت میں جو احتجاج کروڑوں تک پہنچ سکتا تھا اس کو کروڑوں سے گھٹا کر ہزاروں افراد تک لایا گیا۔

قارئین!

فیصلہ آپ فرمائیں کہ کیا یہ تحفظ حدود اللہ کی خدمت ہے یا غیر شعوری طریقے سے بیرون اشارہ پر جمہوری طرز سے حکومت کی تائید ہے کہ اس قانون کی مخالفت کرنے والی تعداد تو ہزاروں افراد کی ہے مگر حمایت کرنے والے یا غیر جانب دار رہنے والوں کی تعداد کروڑوں کی ہے۔

دار العلم قبۃ الاسلام کوفہ اور فرزندان کوفہ کا علمی مقام

(حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر صاحب)

ذات علیم وخبیر اس بات پر اگرچہ قادر ہے کہ اپنے علم اور وحی کو جہاں چاہے نازل فرمادے جسے چاہے اس سے نواز دے خود ہی کلام پاک میں فرمایا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اللہ کا فضل ہے کہ جسے چاہے عطا فرمائے کوئی اس کو روکنے والا نہیں وہ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی کی تصویر لوگوں کو اپنی قدرت واسعہ کے اظہار کے لئے دکھاتا رہتا ہے اس کی قدرت کو نا ماننے والے لو لا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم کہہ کر اعتراض کرتے رہتے ہیں وہ ذات اگر نہ چاہے تو امام الانبیاء علیہم السلام کے عم محترم کو باوجود آپکے چاہتے ہوئے ہدایت نہ دے اور ان کا خاتمہ کفر پر کروا کر سرور کائنات کے مغموم دل کی کے لئے فرمادے انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء اگر وہ چاہے تو آسیہ فرعون کو ہدایت نصیب فرما کر اس کی مثال قرآن میں بیان فرمادے و ضرب اللہ مثل للذین آمنوا امراۃ فرعون اگر وہ چاہے تو حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیویوں کے مقدر میں ہدایت نہ لکھے اور اپنی مبارک کلام میں انکے قصے کو بطور عبرت بیان فرمادے ضرب اللہ مثلا للذین کفروا مراءۃ نوح و امرائۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین اور اگر وہ چاہے تو حضرت سمیہ کو یہ ایمان دے دے کہ دو ٹکرے ہو کر بھی دولت ایمان نہ چھوڑے وہ ذات چاہے تو شہروں میں انبیاء کو بھیج دے یا دیہاتوں میں وہ چاہے تو علماء اور انبیاء کے گھروں میں کافر پیدا فرمادے وہ چاہے تو کافروں کے گھروں میں انبیاء پیدا فرمادے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں وہ جہاں چاہتا ہے علم کو رکھ دیتا ہے جہاں

چاہتا ہے جہالت کو جہاں چاہتا ہے عزت کو رکھ دیتا ہے ذلت کو **و تعز من تشاء و تذل من تشاء** وہ مہبط وحی بنانے کے لئے اس کو نہیں دیکھتا کہ شہر اور بستیوں کو بھی وحی اتار کر منور کر دیتا ہے اس لئے یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ فلاں فقیہ یا محدث کا علاقہ کیسا ہے کیسا نہیں مگر پھر بھی اگر اس کے گرد و پیش کا ضرور جائزہ لیا جاتا ہے تا کہ اس کی زندگی کی نشو ونما اس کے ذہنی خدوخال اس کے اخلاق و اطوار اس کے علمی معیار اس کی جود وسخا اس کے فقر و استغناء اس کی شجاعت و بہادری اس کی عبادت و ریاضت مجاہدہ و جفا کشی کے سمجھنے میں آسانی ہو اس لحاظ سے ہم کوفہ اور عراق کے علمی مقام کا آنے والی سطور میں جائزہ لیں گے تا کہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ جب یہ شہر اتنا عظیم تھا تو اس میں علم وعمل فقاہت و ذکاء کا مہر تاباں بن کر چمکا اور نصف صدی تک چھایا رہا اور اس نے نصف صدی میں ایسی عظیم فقہ کی بنیاد رکھی کہ جس کی روشنی میں تا قیامت کروڑوں اربوں انسان راہ ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا بلکہ وہ یقیناً قدرت خداوندی کا مظہر نبی آخر الزمان کا معجزہ تھا کہ اس کی گوئی کو سچا کرتے ہوئے ظہور میں آیا۔ کوفہ وہ مشہور شہر ہے جسے سیدنا فاروق اعظمؓ نے بسایا جب امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں عراق فتح ہوا تو سیدنا عمر بن خطابؓ نے کوفہ شہر کو بطور چھاونی کے بسانے کا حکم دیا پس 17ھ میں کوفہ شہر کی بنیاد رکھی گئی جب یہ شہر بسایا گیا تو تمام قبائل عرب سے فصحاء یہاں جمع ہونا شروع ہو گئے سیدنا عمر بن خطابؓ کے ہاں اور دوسرے اصحابؓ کے ہاں کوفہ کا مقام کیا تھا اگر اس کو بسط و تفصیل سے بیان کیا جائے تو دفتر کے دفتر درکار رہیں مگر اختصار کے پیش نظر چند حوالہ جات نقل کیے جانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں **بالکوفة و جوه الناس** کوفہ میں لوگوں کے سرداروں کی طرف امام شعبیؒ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے کوفہ والوں کو خط لکھا اور اس میں

لکھاالی اھل کوفة الی رأسه الاسلام اہل کوفہ اسلام کے سرداروں کی طرف شمر بن عطیہ بنو عامر کے ایک بوڑھے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک دفعہ کوفہ کا تذکرہ فرمایااور فرمایارمح اللہ و کنز الایمان و جمجمة العرب یجزون ثغور ھم ویمدون الامصار اللہ کا نیزہ ایمان کا خزانہ اور عرب کا سراپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے والے اور شہروں کو تہذیب وتمدن سے آراستہ کرنے والے شمر بن عطیہ حضرت عمر بن خطابؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایاالعراق بھا کنز الایمان وھم رمح اللہ یجزون ثغورھم ویمدون الامصار عراق میں ایمان کا خزانہ ہے کہ اللہ کی تلوار ہےاور اسکا نیزہ ہے یعنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور شہروں کو آراستہ کرتے ہیں اصبغ بن بناتہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایاالکوفة جمجمه الاسلام و کنز الاسلام وسیف اللہ ورمحه یضعه حیث یشاء ایم اللہ لینصرن اللہ باھلھا فی مثارق الارض و مغاربھا کما انتصر بالحجارة کوفہ اسلام کا سردار ہے ایمان کا خزانہ ہے اللہ کی تلوار اور اسکا نیزہ ہے اللہ جہاں چاہتا ہے اسے رکھ دیتا ہے خدا کی قسم اللہ ضرور ضرور کوفہ والوں کی مدد کرے گا زمین کے مشارق و مغارب میں جیسا کہ اس نے کنکریوں سے مدد کی تھی سالم سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایاالکوفة قبة الاسلام واھل الاسلام کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قبہ ہے۔ سلمہ بن کہیل سلیمان سے نقل کرتے ہیں ما یدفع عن ارض بعد اخیبة مع محمد ﷺ ما یدفع عن الکوفه ولا یریدھا خاربا الا اھلکه اللہ جس خوشی وجذبہ کے ساتھ محمد ﷺ کے زمانے میں مدینہ کی حفاظت کی جاتی تھی اس جوش و جذبے کے ساتھ کوفہ کی حفاظت کی جاتی ہے جو شخص بھی اسے خراب و ویران کرنا چاہے گا اللہ اسے ہلاک و برباد کردے گا۔ قال حذیفة ما من اخیبة بعد اخیبة کانت مع النبی ﷺ ببدر

يدفع عنها ما يدفع عن هذه يعني الكوفة کوئی بستی اور شہر والا اپنے شہر کی حفاظت اس طرح نہیں کرتا جس طرح کوفہ والے کرتے ہیں مگر اصحاب محمد ﷺ جو کہ آپ ﷺ کے ساتھ بدر میں تھے (صحابہ مستثنی ہیں) قرظہ بن کعبؓ الانصاری فرماتے ہیں۔

اردنا الكوفة فشيعنا عمر الى صرار فتوضا ء فغسل مرتين وقال تدرون لم شيعتكم فقلنا نعم نحن اصحاب رسول الله فقال انكم تاتون اهل قرية لهم دوى بالقرآن كدوى النحل فلاتصدوهم بالاحاديث فتشغلوهم جردو القرآن واقلوالرواية عن رسول الله ﷺ امضوا وانا شريككم .

ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ باصرار ہمیں رخصت کرنے کے لئے ہمارے ساتھ آپ نے وضو کیا اور اعضاء کو دو دو دفعہ دھویا اور فرمایا تم جانتے ہو میں تمہیں رخصت کرنے تمہارے ساتھ کیوں آرہا ہوں ہم نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں اس لئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں اس لئے آپ ہمارے ہمراہ چل رہے ہیں آپ نے فرمایا (ہاں یہ بات تو ہے ہی ایک اور بھی اہم بات ہے) تم ایسے لوگوں کی طرف جارہے ہو کہ وہ تلاوت قرآن کرتے رہتے ہیں اور تلاوت قرآن سے اس طرح گنگناتے رہتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھناتی رہتی ہیں تم احادیث کے ذریعہ ان کو اس چیز سے روک نہ دینا کہ وہ احادیث کے ذکر و شغل میں مشغول ہو کر قرآن سے لاپرواہی برتنے لگیں لہذا رسول اللہ ﷺ کی روایات بہت کم بیان کرنا جاؤ دین کی حفاظت اور اشاعت کا کام سرانجام دینا میں اس کام میں تمہارا شریک ہوں۔ شعبہ سلمہ بن کھیل سے وہ حبہ عرنی سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے اہل کوفہ کو خط لکھا یا **اهل الكوفه انتم راس العرب و جمجمتها وسهمى الذى ارمى به ان اتانى شئى من هاهنا وها هنا قد بعث اليكم بعبد الله و خرت لكم و آثرت كم به على نفسى .** اے اہل کوفہ تم عرب

کے سردار اور اس کا تاج ہو اور تم میرے تیر ہو جن کو میں ادھر ادھر سے جب کوئی چیز آتی ہے تو میں پھینکتا ہوں (یعنی تم مدافعت اشاعت اور جہاد کا کام خوب کر رہے ہو) میں نے تم پر عبد اللہ ابن مسعودؓ کو عامل بنا کر بھیجا ہے اور تمہیں اپنے نفس پر ترجیح دے کر تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اور خود ان سے استفادے سے محروم ہو رہا ہوں لہذا قدر کرنا۔ یہ تمام حوالہ جات الطبقات الکبری لابن سعد سے نقل کیے گئے ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی الفاروق میں لکھتے ہیں عثمان بن مغیرہ کہتے ہیں ہم سالم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک عورت فتوی پوچھنے آئی اس نے ہمیں بتایا کہ حضرت عائشہ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور میں آپ کے سر کو کھجلا رہی تھی کہ انہوں نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ میں کوفہ کی مسجد میں چار رکعت ادا کرلوں۔ سیدنا عمر بن خطابؓ نے کوفہ کو بسانے کے بعد اہل کوفہ کی تعلیم کے لئے نبی اقدس ﷺ کے خادم خاص فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھیجا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھا حافظ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حالات میں لکھتے ہیں۔ حارثہ بن مضطرب کہتے ہیں حضرت عمرؓ کا ایک مکتوب پڑھ کر سنایا گیا جس میں تحریر تھا میں نے عمار بن یاسر کو تم پر گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو تم پر معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے بدری صحابی ہیں ان سے علم سیکھو اور ان کی اقتدا کرو اور میں نے عبداللہ بن مسعودؓ کو بھیج کر تمہیں اپنے آپ پر ترجیح دی ہے (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶) ایک روایت میں یہ بھی ہے "یہ دونوں (ابن مسعودؓ اور عمار بن یاسر) گرامی قدر صحابہ اور اصحاب بدر میں سے ہیں سو ان دونوں کی اطاعت و پیروی کرو اور ان کا ہر حکم سنو۔

(طبقات ابن سعد حصہ ششم)

ایک روایت میں ہے کہ لکھا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے سوا کے کوئی معبود نہیں میں نے اہل کوفہ کو عبداللہ بن مسعودؓ کے لئے اپنے نفس پر ترجیح دی ہے (طبقات)

ابو خا کہتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ہم نے اپنی خدمات کا حضرت عمرؓ سے صلہ چاہا اور کہا کہ آپ نے اہل شام کو ہم پر ترجیح دی ہے ان کو انعام زیادہ دیا ہے تو آپؓ نے فرمایا اس میں تمہارے لیے شکایت کی کونسی بات ہے کہ میں نے اہل شام کو ان کے دور ہونے کی وجہ سے فضیلت دی ہے اور میں نے تمہیں عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں اپنے اوپر ترجیح دی ہے (کیا تمہاری فضیلت کے لئے یہ بات کافی نہیں)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام الانبیا ﷺ کی نظر میں

حدیث نمبرا:

استقرئوا القرآن من اربعة من عبدا للہ بن مسعود وسالم مولی ابی حذیفه و ابی بن کعب و معاذ بن جبل (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم (صحابہ کرام) قرآن چار حضرات سے سیکھو عبدا للہ بن مسعودؓ سے سالم مولی ابی حذیفہؓ سے ابی بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ سے حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں وان البدیة بالرجل فی الذکر علی غیرہ فی امر یشترک فیه مع غیرہ یدل علی تقدمه فیه یعنی جو خوبی چند آدمیوں میں پائی جائے اس سلسلہ میں جس کا نام سب سے پہلے لیا جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ خوبی اس میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ معلمین قرآن میں چونکہ سب سے پہلا نام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے اس لئے میں ان سے محبت کرنا والا ہوں اور وہ میرے محبوبوں میں سے ہیں۔

حدیث نمبر 2

قال رسول اللہ ﷺ لو کنت مستخلفاً احدا بغیر مشورة لا

ستخلفت ابن ام عبد (ابن ماجه ص ۱۳)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو اپنا جانشین بناؤں تو ابن ام عبد (ابن مسعودؓ) کو بناؤں گا۔

حدیث نمبر 3

ما حدثكم ابن ام عبد فعليكم بالنواجذاو كما قال

جو حدیث تمہیں ابن مسعودؓ بیان کریں اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔

حدیث نمبر 4

قال النبی تمسكو بعهد ابن ام معبد (ترمذی ج۲ ص ۹۳)

ابن مسعودؓ کی ہدایت اور حکم کو مضبوطی سے پکڑو۔

حدیث نمبر 5

انی رضيت لا متی مارضی لها ابن ام عبد

میں اپنی امت کے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جو اس کے لئے عبداللہ بن مسعودؓ پسند کریں'

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں

رسول اللہ کے سب سے زیادہ قریب سیرت و کردار کے لحاظ سے ابن مسعودؓ تھے

(تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶ ج ۱)

مسروقؒ فرماتے ہیں

میں اصحاب محمد ﷺ کے ساتھ بیٹھا ان کو تالاب کی طرح پایا کہ جن سے پانی حاصل کیا جاتا ہے بعض تالاب ایسے ہوتے ہیں کہ ایک آدمی کو سیراب کرتے ہیں اور بعض

ایسے ہوتے ہیں کہ دو کو بعض دس کو بعض سو کو اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر تمام روئے زمین کے لوگ اس پر امنڈ آئیں تو وہ سب کو سیراب کر دیں میں عبد اللہ بن مسعودؓ کو اسی تالاب کی مثل پایا (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۴۳)

حضرت عمر بن خطابؓ کا فرمان

خلیفہ ثانی مراد رسول امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کا خط تو آپ پڑھ چکے ہیں جس سے ابن مسعودؓ کی فقہاہت اور فضیلت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ کو بھی آپ کی ضرورت تھی آپ کے علم سے استفادہ کرتے رہنا چاہتے تھے مگر اہل کوفہ کو اپنی ذات پر ترجیح دے کر ابن مسعودؓ کو ان کے پاس بھیج دیا اور اس بات کو ان پر کئی بار بطور احسان کے جتلایا احسان بڑے اہم معاملات میں جتلایا جاتا ہے جیسے ذات باری تعالیٰ نے اپنے آخری نبیؐ کو بھیج کر احسان جتلایا۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا.

البتہ تحقیق اللہ نے مومنین پر ان میں رسول بھیج کر احسان جتلایا۔ اللہ تعالیٰ کا بعث نبوی کو بطور احسان کے جتلانا نبی اقدس ﷺ کی عظمت و رفعت کا پتہ دیتا ہے اسی طرح مراد رسول سیدنا فاروق اعظم کا اہل کوفہ پر احسان جتلانا ابن مسعودؓ کی جلالت شان اور عظیم المرتبت ہونے کا پتہ دیتا ہے نیز حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ **کینف ملاء علماً**

برتن ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے (طبقات ابن سعد ص ۳۶۹ ج ۶)

علامہ ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں شروع کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابی اور انتہائی وفادار خادم ہیں سابقین اولین اور بدر میں شریک ہونے والے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں بڑے سمجھدار فقیہ اور اعلی درجے کے معلم قرآن تھے ۔۔۔۔ حضرت عمر فاروقؓ سے بھی پہلے اسلام لائے آپ کے تلامذہ علم وفضل میں کسی

دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت نہ دیتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص ۳۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تفقہ میں نبی اقدس ﷺ کے وارث تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں تصریح فرمائی ہے کہ فقہ میں نبی اقدس ﷺ کی خلافت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حصہ میں آئی تھی چنانچہ لکھتے ہیں۔

چوں لازم خلافت خاصه مبین شد الحال باید شناخت که جمع کثیر از صحابه بفیض صحبت آنحضرت ﷺ قدر متیسر ازیں اوصاف حاصل کرده بودند و بعض ایشاں بخلافت مقیده فائز گشته مانند عبد الله بن مسعود ﷺ در قرآت وفقه.

ترجمہ: اور جب خلافت خاصہ کے لوازم بیان کردیئے گئے تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ صحابہ کی ایک کثیر جماعت نے آنحضرت ﷺ کے فیض صحبت سے ان سے ان اوصاف کا معتد بہ حصہ حاصل کیا تھا جیسے کہ قرآت اور فقہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہوئے (ازالۃ الخفاء ص ۱۸)

اور اسی چیز کی مزید تشریح شاہ صاحب نے دوسرے مقام پر اس طرح کی ہے۔

و از لوازم خلافت خاصه آنست که قول خلیفه حجت باشد دردیں نه بآں معنی که تقلید عوام مسلمین اوراصحیح باشد زیرا که ایں معنی ازلوازم اجتهاد است و در خلافت عامه بیان آں گذشت ونه به آں معنی که خلیفه فی نفسه بے اعتماد برتنبیه آنحضرت ﷺ واجب الاطاعت باشد زیرا که ایں معنی غیر نبی رامیسر نیست بلکه مراد اینجا منزلتے ست بین المنزلین تفصیل ایں صورت آنست که آنحضرت ﷺ حواله فرموده اند بعض امور بشخصے بخصوص اسم او پس لازم شود متابعت او

چنانچہ لازم می شود متابعت امراء جیوش آنحضرت ﷺ بمقتضائے امر آنحضرت ﷺ و ایں خصلت در خلفائے راشدین بھماں می ماند که قول زیدبن ثابت راد ر فرائض مقدم باید ساخت بر اقوال مجتهدین دیگر و قول عبد الله بن مسعودؓ در قرآت و فقه .

ترجمہ: اور خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خلیفہ کا قول دین میں حجت ہو بایں معنی نہیں کہ عوام مسلمین کے لئے اس کی تقلید صحیح ہے کیونکہ یہ چیز تو لوازم اجتہاد میں سے ہے اور خلافت عامہ کے سلسلے میں اس کا بیان گذر چکا اور بایں معنی بھی نہیں کہ خلفیہ آنحضرت ﷺ کے طرف سے اجازت ہوئے بغیر بھی واجب الاطاعت ہے کیونکہ یہ بات نبی کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں بلکہ اس جگہ ان دونوں کے مابین جو درجہ ہے وہ مراد ہے۔ اس صورت کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بعض امور کو خاص طور پر کسی ایک شخص کا نام لے کر اس کے حوالے فرمایا ہے اس لئے اس شخص کی اتباع اسی طرح ضروری ہے جس طرح آپ ﷺ کے لشکر کے امراء کی اتباع خود آپ ﷺ کے حکم کے بموجب لازم ہے اور یہ بات خلفائے راشدین کے بارے میں بالکل اسی طرح سے ہے جس طرح کہ زید بن ثابت کے قول کو فرائض میں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کو قرآت اور فقہ میں دوسرے مجتہدین کے اقوال پر مقدم رکھنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ تشریف لا کر حدیث وفقہ کی تعلیم کو شروع فرمادیا یہاں تک کہ کوفہ قراء فقہاء و محدثین سے بھر گیا۔ بعض نے حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں سے فقہاہت حاصل کر کے فقاہت کے مرتبہ تک پہنچ جانے والوں کی تعداد چار سو تک شمار کی ہے پھر یہ کہ حضرت ابن مسعودؓ اس میں اکیلے نہیں تھے بلکہ اہل کوفہ کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت حذیفہؓ حضرت عمار سلمانؓ ابو موسیٰؓ جیسے اصفیاء صحابہ کی معیت اور

صحبت حاصل رہی یہاں تک کہ جب خلیفہ راشد باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ تشریف لائے تو کوفہ میں فقہاء کی کثرت دیکھ کر انتہائی مسرور ہوئے اور فرمایا رحم اللہ ابن ام عبد اللہ ابن ام عبد پر رحم کرے کہ اس نے اس بستی کو علم سے بھر دیا ہے اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ فرمایا اصحاب عبداللہ سرج ھذہ القریہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اسی شہر کے چراغ ہیں (ص ۳۶۹ ج ٦)

کان اصدق الناس عند علی اصحاب عبد اللّٰہ .

حضرت علیؓ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ سچے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد تھے۔ ابراھیم تیمی کہتے ہیں **کان فینا ستون شیخاً من اصحاب عبد اللّٰہ .**

ہم میں ستر مشائخ اصحاب عبداللہ میں سے تھے۔

شعبیؒ جن کے بارے میں حافظ ذھبیؒ لکھتے ہیں آپ فقہ حدیث میں امامت کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے حفظ واتقان میں بے نظیر تھے مختلف علوم میں بحر ناپید کنار فرمایا کرتے تھے میں نے سفید کاغذ کبھی سیاہ نہیں کیا یعنی سارا علم سینہ میں محفوظ تھا سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کامل عالم تین ہی ہیں عبداللہ بن عباس اپنے زمانہ میں شعبی اپنے زمانہ میں اور سفیان ثوری اپنے زمانہ میں (دیکھیے ترجمہ شعبیؒ از تذکرۃ الحفاظ) یہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں

مارائیت احدا کان اعظم حلما ولا اکثر علما ولا اکف عن الدماء من اصحاب عبد اللّٰہ الا ماکان من اصحاب رسول اللّٰہ.

ترجمہ: میں نے صحابہ کے بعد سب سے زیادہ حلیم و بردبار عالم وفقیہ اور خونریزی سے بچنے والا اور کوئی نہیں دیکھا سوائے اصحاب عبداللہ کے (ایضاً ۳۷۱)

علامہ کردریؒ لکھتے ہیں **ذکر اصحاب الشافعیؒ ان ابن عباسؓ استفتی اصحاب ابن مسعود کعلقمہ والا سود و مسروق** (مناقب کردری ص ۵٦ ج ۱)

ترجمہ: امام شافعیؒ کے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ بھی حضرت ابن مسعودؓ کے شاگردوں جیسے علقمہ اسود مسروق وغیرہ سے فتوی لیتے تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کے بعد اس کوفہ میں خلیفہ راشد حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ جلوہ افروز ہوئے اور اصحاب ابن مسعودؓ کی فقہاہت کو مزید نکھارا **سرج ھذہ القریۃ** کو **شمس القریہ** بنادیا ان دونوں حضرات کی محنت کی برکت سے ان کے لگائے ہوئے پودے خوب پھلے پھولے حتی کہ ان کی وجہ سے کوفہ ایسے مقام تک پہنچ گیا کہ کثرت فقہاء اور کثرت محدثین میں کوفہ کی کوئی اور مثال دنیا میں نہیں تھی۔ مصر میں جو صحابہ فروکش ہوئے جیزی اور سیوطیؒ نے ان کی تعداد شمار کی تو تین سو کے قریب تک پہنچے ہیں عجلی نے ان صحابہ کو جب شمار کیا جو کوفہ میں پہنچے تو گیارہ سو پچاسی تک پہنچائی ہے (فقہ اہل العراق وحدیثھم ص۴۲)

ابن سعدؒ نے ۱۴۸ اصحابہ کے تراجم اپنے طبقات میں لکھے ہیں جو کوفہ میں آباد ہوئے۔ علامہ سخاویؒ جو دو صد کے قریب کتب کے مصنف ہیں لکھتے ہیں

والکوفۃ نزلھا مثل ابن سعدؓ وعمار بن یاسرؓ وعلیؓ بن ابی طالب و خلق من اصحابہ ثم کان بھا ائمۃ التابعین کعلقمہ و مسروق و عبیدہ السلمانی والاسود ثم الشعبی و النخعی والحکم بن عتیبۃ و حماد وابی اسحاق و منصور و اعمش واصحابھم و مازال العلم بھا متوافر الی زمان ابن عقدۃ (الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۱۳۹)

ترجمہ: اور کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ عمار بن یاسرؓ علی بن ابی طالبؓ جیسے حضرات اور صحابہ کی ایک جماعت فروکش ہوئی پھر علقمہ مسروق عبیدہ سلمانی شعبی نخعی حکم بن عتیبہ، حماد ابو اسحق، منصور اعمش جیسے ائمہ تابعین اور ان کے تلامذہ اصحاب رہائش پذیر رہے اور ابن عقدہ کے زمانہ تک یہاں علم کی بہاریں رہیں۔

امام مالکؒ کے نزدیک کوفہ کا مقام

حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں بہ سند متصل امام وھب کی زبانی جو امام مالک کے مختص تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں نقل کیا ہے کہ ایک بار امام مالکؒ سے کسی نے مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر سائل کی زبان سے یہ نکل گیا کہ اہل شام تو اس مسئلہ میں آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا **من کان ھذا الشان بالشام انما ھذا لشان وقف علی اھل المدینۃ والکوفۃ** اہل شام کی یہ شان کب سے ہوگئی یہ شان تو صرف اہل مدینہ اور اہل کوفہ کی ہے (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۵۸ طبع مصر بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث لمحدث العصر الشیخ عبدالرشید النعمانیؒ ۲ ف ۱۹۲)

امام نوویؒ لکھتے ہیں **والکوفۃ ھی البلدۃ المعروفۃ و دار الفضل و محل الفضلاء بناھا عمر بن خطابؓ**

ترجمہ: اور کوفہ یہ معروف شہر ہے اور فضل کی جگہ ہے فضلاء کا ٹھکانہ ہے عمر بن خطابؓ نے اس کی بنیاد رکھی امام ابوبکر بن ابی داؤد۔ علامہ تاج الدین السبکیؒ طبقات الشافعیہ الکبری میں قدوۃ المحدثین حافظ ابوبکر بن ابی داؤد کی زبانی ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

دخلت الکوفہ ومعی درھم واحد فاشتریت بہ ثلاثین مدًا باقلا فکنت اکل مدًا واکتب عن الاشج وکتبت عنہ فی الشھر ثلاثین الف حدیث

ترجمہ: میں جب کوفہ آیا تو میرے پاس ایک درھم رہ گیا تھا سو میں نے اسی درھم سے تیس مد باقلا خرید لیا اور ایک مد کھاتا اور اشج سے ایک ہزار احادیث لکھ لیتا اسی طرح مہینہ میں میں نے تیس ہزار احادیث لکھ لیں۔ (طبقات الشافعیہ ص ۲۲۳ ج ۲ طبع مصر بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۴۲)

امام بخاریؒ کوفہ میں

امام بخاریؒ نے طلب حدیث میں بخارا سے لے کر مصر تک تمام اسلامی شہروں کا سفر کیا تھا دو دفعہ جزیرہ گئے چار دفعہ بصرہ جانا ہوا چھ سال تک حجاز میں مقیم رہے مگر اس کے باوجود کوفہ کی وہ اہمیت تھی کہ فرماتے ہیں۔ **لااحصی کم دخلت الی الکوفه و بغداد مع المحدثین .**

ترجمہ: میں شمار بھی نہیں کر سکتا کہ کوفہ اور بغداد میں مجھے محدثین کے ساتھ کتنی بار جانا پڑا (مقدمہ فتح الباری ص ۴۷۹ ج ۲ بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں ''کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت علی بن ابی طالبؓ جیسے اصحاب کی ایک خلقت آکر اتری پھر وہاں علقمہ مسروق عبیدہ اور اسود (کے تراجم تفصیل سے آئیں گے ان شاء اللہ) جیسے ائمہ تابعین پیدا ہوئے پھر شعبیؒ نخعیؒ حکم بن عتیبہ، حماد ابواسحٰق منصور اعمش اور ان کے اصحاب ہوئے۔

اس کے بعد ذہبیؒ کے الفاظ ہیں

وما زال العلم بها متوافراًالی زمان ابن عقده.

اور ابن عقدہ کے زمانے تک وہاں علم کی وسعت و کثرت ہی چلی آئی۔ حافظ عصر ابن عقدہ کی وفات ۳۳۲ھ میں ہوئی ہے۔ اسی حساب سے متواتر تین سو سال تک کوفہ احادیث کا دارالعلم رہا ہے محدث حاکم نیشاپوری نے کوفہ کا پہلا سفر ابن عقدہ کی وفات کے نو برس بعد ۳۴۱ ہجری میں کیا تھا اس وقت تک صحابہؓ کی درسگاہوں کے نشانات موجود تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کا بیان حسب ذیل ہے۔ میں کوفہ میں سب سے پہلے ۳۴۱ھ میں داخل ہوا ابوالحسن بن عقبہ شیبانی مجھے صحابہؓ کی مساجد بتاتے جاتے تھے۔ چنانچہ میں بہت سی مسجدوں میں گیا یہ

مساجد اس وقت آباد تھیں ہم نے اپنا ٹھکانہ محلّہ بجیلہ میں حضرت عبداللہؓ کی مسجد کو بنایا تھا اس کے بعد ۳۴۵ھ میں پھر کوفہ آنا ہوا تو ابن عقبہ کی مسجد ویران ہو چکی تھی اب ابوقاسم سکونی میرا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ جامع مسجد کے ستونوں کے گرد گھومتے اور بتاتے جاتے تھے۔

هذه اسطوانة جرير هذه اسطوانة عبدالله هذه اسطوانة البر اء .

یہ حضرت جریرؓ کا ستون ہے یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ستون ہے یہ حضرت براءؓ کا ستون ہے (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۹۱ طبع مصر بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۴۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے وہ اصحاب جنہوں نے خلیفہ راشد حضرت علیؓ کی لسان مبارک سے **سرج هذه القريه** کا لقب پایا اگر ان کے تراجم کو تفصیل سے ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ حضرت مسروق جو کہ جلیل القدر تابعی ہیں اور ذھبیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ چوٹی کے فقہاء میں سے تھے شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت اماں جی عائشہ صدیقہؓ نے مسروقؒ کو متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا انہیں فتوے کا علم شریح سے زیادہ حاصل تھا۔ شریح اکثر ان سے مشورہ لیتے اور ان کو شریح کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تھی (تذکرۃ الحفاظ ص ۵۹ ج ۱) یہ شریح کوئی معمولی آدمی نہیں تھے ان کا اختلاف اجماع ہونے میں مخل ہو جاتا تھا علامہ کردریؒ لکھتے ہیں

انظر الى شريح كيف استقضاء الخلفاء الثلاثة و كيف اعتبروا اختلافه بالصحابه ولم ينعقد الاجماع بلارايه (كردرى ص ٥٦ ج ١) یہ مسروقؒ فرماتے ہیں **وجدت علم اصحاب محمد ينتهى الى ستة الى على و عبدا لله وعمر و زيد بن ثابت وابى الدرداء وابى بن كعب ثم وجدت علم هوء لاء الستة انتهى الى على و عبدا لله .**

ترجمہ: میں نے اصحاب محمد ﷺ کے علم کو ان چھ میں منتھی پایا علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ

عمرؓ، زید بن ثابتؓ، ابی درداؓ، ابی بن کعبؓ اور پھر میں نے ان چھ کا علم علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ میں منتھی (موجود) پایا یعنی تمام اصحاب کا علم ان چھ میں جمع تھا اور ان چھ کا پھر ان دو میں یعنی تمام صحابہ سے زیادہ علم والے یہ دو حضرات تھے۔ جریرؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ کسی اور کو ایسے شاگرد نہ مل سکے جنہوں نے ان کے فتاوی کو مرتب کیا ہو ان کے مذہب کو مدون کیا ہو عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کو ایک حضرت عمرؓ کے قول کے مقابلے میں چھوڑا جاتا ہے ورنہ اس کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح ہوتی تھی اور فقہاء اور صحابہ آپ کے علم کے معترف تھے اور اپنے شاگردوں کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علم و فضل سے خوشہ چینی کی ترغیب دیتے تھے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے شاگرد عمرو بن میمون الارودی کو کوفہ جانے اور حضرت ابن مسعودؓ کے حلقہ درس میں زانوئے تلمذ طے کرنے کی وصیت فرمائی۔ اصحاب ابن مسعود اور اصحاب علیؓ تمام کا ذکر تو ہم طوالت کے خوف سے نہیں کرتے البتہ بعض کا ذکر ضرور کریں گے تاکہ ان شموسان علم و فضل کی اور درالعلم کوفہ کی فضیلت و منقبت لوح قلب پر جاگزیں ہو سکے۔

1- عبیدہ بن قیس الارودی المتوفی ۷۶ھ قاضی شریح کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو ان سے مشورہ کے لئے حاضر ہوتے (المحدث الفاصل)

2- عمرو بن میمون الارودیؒ المتوفی ۷۴ھ۔ ذھبیؒ انکے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھ مدینہ منورہ آئے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، اور ابن مسعودؓ سے علم حدیث حاصل کیا ابو اسحٰق کہتے ہیں آپ نے ایک سو حج و عمرہ کیا۔ آپ کو دیکھ کر اللہ یاد آجاتا تھا۔ ابراھیم کا بیان ہے جب بوڑھے ہو گئے تو ان کی دیوار میں ایک میخ لگادی گئی جب رات کو قیام کرتے تھک جاتے تو اس میخ کا سہارا لیتے۔ آخر میں کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ۷۵ھ یا ۷۴ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ (تذکرۃ الحفاظ ص ۷۱ ج ۱)

3-زر بن حبیشؒ المتوفی ۸۶ھ۔ذہبیؒ انکے بارے میں لکھتے ہیں محدثین کے پیشواء اور کوفہ کے رہنے والے تھے۔حضرت ابی بن کعبؓ،حضرت علیؓ اور حذیفہؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ایک سو بیس سال عمر پائی (تذکرۃ الحفاظ ص ۶۴) یہ لوگوں کو تراویح کی جماعت کروایا کرتے تھے۔انہی سے قاری عاصم کوفی نے قرآت حاصل کی (فقہ اہل العراق)

4-ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمیؒ المتوفی ۸۶ھ انہوں نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے قرآت کا علم حاصل کیا اور چالیس سال تک کوفہ میں قرآن پڑھاتے رہے۔سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نے حضرت علیؓ کے حکم سے ان سے ہی قرآت کا علم حاصل کیا اور قاری عاصم نے ان سے ہی حضرت علیؓ کی قرات حاصل کی اور ان سے قاری حفص نے روایت کی (فقہ اہل العراق وحدیثھم ص ۶۴) آج اسی قرآت پر ساری دنیا میں تلاوت ہو رہی ہے۔

5-سوید بن غفلہ المذحجی

آپ کوفہ کے رہنے والے معمر تابعی ہیں عام الفیل یا اس سے دو سال بعد پیدا ہوئے۔یہ بوڑھے ہونے کے بعد اسلام لائے۔پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی لیکن اس وقت مدینہ پہنچے جب صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے دفن فارغ ہو چکے تھے حضرت ابوبکرؓ،حضرت عمرؓ،اور حضرت علیؓ،حضرت ابی بن کعبؓ اور دیگر صحابہ سے علم حاصل کیا۔ان سے ابراھیم نخعیؒ نے علم حاصل کیا۔۸۱ھ میں وفات پائی۔(تذکرۃ الحفاظ ص ج۱)

علقمہ بن قیسؒ:

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئے اور جاہلیت کا کچھ زمانہ پایا۔ابراھیم نخعیؒ کے ماموں ہیں حضرت عمرؓ،حضرت علیؓ اور حضرت ابودرداؓ سے علم حاصل کیا۔فقہ حدیث کا درس انہی سے لیا۔آپ کا شمار حضرت ابن مسعودؓ کے بڑے زیرک اور عقلمند تلامذہ میں ہوتا

ہے۔حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں جس طرح قرآن پڑھتا ہوں علقمہ اسی طرح پڑھ سکتے ہیں اور جو کچھ میں جانتا ہوں وہ علقمہ بھی جانتے ہیں۔تابوس بن ابی طبیان کہتے ہیں میں نے اپنے دا سے پوچھا آپ صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر علقمہ کے درس میں کیوں حاضر ہوتے ہیں بولے اس لئے کہ میں نے خود صحابہ کرام کو دیکھا ہے کہ علقمہ سے مسائل پوچھتے اور ان سے فتوی لیتے ہیں۔اخلاق وعادات کے اعتبار سے حضرت ابن مسعودؓ کی تصویر تھے۔۳۲ھ میں انتقال ہوگیا۔(تذکرۃ ص۵۸ ج۱)

7-مسروق بن اجداع عبدالرحمٰن الھمد انی المتوفی ۶۳ھ ان کے مناقب گذشتہ اوراق میں گذر چکے ہیں۔

8-اسود بن یزید بن قیس النخعیؒ

حضرت معاذ بن جبلؓ،حضرت ابن مسعودؓ سے علم حاصل کیا۔

ابوحمزہ میمون کہتے ہیں حج اور عمرہ ادا کرنے کے لئے ۸۰ سفر کیے کبھی ایک سفر میں دونوں کو جمع نہیں کیا۔لوگ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کو جنتی کہتے تھے۔۷۵ھ میں وفات پائی (تذکرہ ص۶۰ ج۱)

9-شریح بن الحارث الکندی

آپ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا حضرت عمرؓ،حضرت علیؓ،حضرت ابن مسعودؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔۷۶ھ یا ۸۰ میں انتقال فرمایا(تذکرہ ص۶۶ ج۱)

10-عبدالرحمٰن بن ابی لیلی:

آپ کوفہ کے فقیہ ہیں۔حضرت عمرؓ،علیؓ،ابن مسعودؓ،ابوذرؓ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم

اجمعین سے علم حاصل کیا۔ابن سرین کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ ان کے شاگردان کی بادشاہوں کی طرح تعظیم کرتے تھے (تذکرۃ ص ٦٥) ایک سوبیس صحابہ کی زیارت کی ہے اسکے علاوہ ١١۔عمر بن شرجیل ١٢۔مرۃ بن شراجیل ١٣۔زید بن صوبان ١٤۔حارث بن قیس جعفی ١٥۔عبد الرحمٰن بن اسود نخعی ١٦۔عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ١٧۔خیثمہ بن عبد الرحمٰن ١٨۔سلمہ بن صھیب ١٩۔مالک بن عامر ٢٠۔عبداللہ بن سخبرہ ٢١۔خلاس بن عمرو ٢٢۔ابووائل سقیق بن سلمہ ٢٣۔عبید بن نھلہ ٢٤۔ربیع بن خثیم ٢٥۔عتبہ بن فرقد ٢٦۔وصلہ بن زفر ٢٧۔ھمام بن حارث ٢٨۔حارث بن سوید ٢٩۔زاذان بن عمرو الکندی ٣٠۔زید بن وھب ٣١۔زیاد بن جریر ٣٢۔کردوس بن ھانی ٣٣۔یزید بن معاویہ نخعی۔

ان میں سے اکثر نے حضرت عائشہؓ سے بھی علم حاصل کیا ہے اور یہ حضرات کوفہ میں صحابہ کی موجودگی میں فتوی دیتے تھے۔اگر ان کے فتاوی سنت کے خلاف ہوتے تو صحابہ کبھی خاموش نہ ہوتے ضرور پکڑ کرتے۔پھر ان کے بعد دوسرا طبقہ آتا ہے جن کو اگرچہ سیدنا حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے براہ راست تو شرف تلمذ حاصل نہ ہوسکا مگر انہوں نے ان کے کبار شاگردوں سے نور علم سے اپنے سینوں اور سفینوں کو منور کیا اور انکے علوم کے ساتھ ساتھ بلاد اسلامیہ کے دوسرے فقہاء ومحدثین کے انوارات علم سے بھی قلب کو منور کیا۔ابن حزم نے ان میں سے بہت قلیل کا ذکر کیا ہے ورنہ ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے اور اکثر ان میں سے علمی سلطنت میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچے ہوئے تھے۔ہم ان کا تذکرہ نہیں کر سکتے البتہ اتنی بات جاننا ضروری ہے کہ عبد الرحمٰن بن محمد اشعث کے ساتھ جو جماعت جہاد کے لئے نکلی (حجاج بن یوسف کے خلاف ''دیر جماجم'') اس میں حفاظ حدیث ،فقہا اور قراء کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ابوالبحتری سعید بن فیروز عبدالرحمٰن بن ابی لیلی شعبی ،سعید بن جبیرؒ جیسے جبال علم اس لشکر میں شامل تھے۔امام ابوبکر بن جصاصؒ احکام

القرآن ج اص اے پر لکھتے ہیں چار ہزار قراء حجاج کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور یہ بڑے بڑے تابعین اور فقہاء تھے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ اکیلے ہی ایسے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کے علم وفقہ کو حاصل کر لیا تھا حتی کہ جب ابن عباسؓ سے اہل کوفہ کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آتے تو فرماتے الیس فیکم ابن ام الدھماء تم میں سعید بن جبیر نہیں ہے۔ اور پھر اہل کوفہ کو ابن جبیر کے فضائل بتلاتے اور کہتے کہ ان سے جا کر فتوی پوچھو یعنی ان کا علم ابن عباسؓ کے علم سے مستغنی کر دینے والا تھا۔ ابراھیم بن یزید نخعیؒ بھی اسی طبقہ سے ہیں انہوں نے بھی ان دونوں (صحابہ اور کبار تابعین) کے علوم کو جمع کیا۔ ابو نعیم اصفہانیؒ کہتے ہیں کہ ابراھیم نخعیؒ نے ابوسعید خدریؓ، حضرت عائشہؓ، اور دیگر صحابہ کو پایا اگر ذھبیؒ وغیرہ نے ابراھیم نخعیؒ کے حضرت سیدہ اماں عائشہ صدیقہؓ سے سماع کا انکار کیا ہے۔ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کو پایا اور سماع نہیں کیا حالانکہ ادھر یہ بھی اصول ہے کہ ہم عصر کا عنعنہ اگر ملاقات ثابت ہو تو بالاتفاق سماع پر معمور ہوتا ہے اسی طرح بعض صحابہ کے سماع کی نفی کی ہے۔ محدث سہارنپوریؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف بذل المجھود فی حل ابی داؤد میں اسی انکار پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں۔ سعید بن جبیر کے بارے میں آپ نے پڑھ ہی لیا کہ ابن عباسؓ کے ان کے بارے میں کیا تاثرات تھے۔ یہی سعید بن جبیرؒ سے جب مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے ابراھیم تم میں موجود ہیں اور پھر بھی فتوی مجھ سے پوچھتے ہو امام شعبیؒ جن کا ذکر ابھی آ رہا ہے ان کو جب ابراھیم نخعیؒ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں چھوڑ گئے۔ ابو عمرو شعبی بھی اسی طریقہ سے ہیں جن کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ میں اگرچہ مغازی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہا ہوں مگر اسے جانتے مجھ سے زیادہ شعبیؒ ہیں (ابو مجلز کا تذکرۃ ص ۸۳ ایضاً) بیان ہے کہ میں نے شعبیؒ سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ابو

حصین بھی یہی کہتے ہیں (ایضاً) سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کامل عالم تین ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ اپنے زمانے میں شعبیؒ اپنے زمانے میں اور سفیان ثوریؒ اپنے زمانے میں (ایضاً) علی بن مدینیؒ جو کہ بخاریؒ کے استاد ہیں کہتے ہیں کسی نے شعبیؒ سے پوچھا اتنا وسیع علم آپ نے کیسے حاصل کیا فرمایا یہ سارا علم اپنے موجودہ علم پر بے اعتمادی مختلف ملکوں میں سفر وسیاحت جمادات کی طرح صبر اور کوے کی طرح گھر سے سویرے سویرے نکلنے کی بدولت حاصل ہوا (ایضاً) حضرت سعید بن جبیرؒ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ تم میں جبیر موجود ہیں پھر بھی فتوی مجھ سے پوچھتے ہو اور سعید بن جبیرؒ سے جب فتوی پوچھا جاتا تو فرماتے کہ تم میں ابراھیم نخعیؒ موجود ہیں پھر بھی فتوی مجھ سے پوچھتے ہو۔

حضرت اوکاڑویؒ اور علامہ شامیؒ میں مناسبت

☆ دونوں کا نام محمد امینؒ ہے۔

☆ دونوں فقہ حنفی کے محافظ ہیں۔

☆ ہر مفتی علامہ شامیؒ کی کتاب "فتاویٰ شامی" کی طرف احتیاج رکھتا ہے، اسی طرح ہر مناظر مناظرے میں حضرت اوکاڑویؒ کے علوم وفنون سے استفادہ کا محتاج ہے۔

☆ دونوں حضراتؒ نے شروع میں دنیا کی طرف رخ کیا۔ علامہ شامیؒ نے تجارت کی صورت میں اور حضرت اوکاڑویؒ نے سکول ماسٹر کی شکل میں، لیکن دونوں پر بزرگوں کی نظر اور خدا کے فضل وکرم نے کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر طریقہ گفتگو

(مولانا نور محمد قادری تونسوی)

برادران اسلام! اگر کسی صاحب کو مذکورہ بالا موضوع پر منکرین حیات النبی ﷺ پر گفتگو کرنے کا موقع میسر آئے تو اصول مناظرہ کے مطابق موضوع مناظرہ، شرائط مناظرہ ،اور ثالث مناظرہ طے کر لینے چاہیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ ہر فریق کے لئے ضروری ہے کہ وہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق اپنا نظریہ صاف صاف لفظوں میں بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ تحریر کردے اور اس میں کسی قسم کا ابہام اور اجمال نہ آنے پائے۔ جہاں تک تعلق ہے علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے نظریہ کا تو ان حضرات کا عقیدہ تو وہی ہے جو المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند، تسکین الصدور، مقام حیات وغیرہ کتب میں بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی فیصلہ کن تحریر میں بھی آگیا ہے کہ........

ہمارے اکابر حضور اکرم ﷺ کو برزخ (قبر شریف) میں جسد دنیوی کے ساتھ زندہ مانتے ہیں آپ کی روح اقدس کا آپ کے جسد اطہر سے ایسا تعلق ہے جس کی کہنہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ اس حیات کی وجہ سے زائرین کا سلام سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام بذریعہ ملائکہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے''۔

جب کہ عصر حاضر کے معتزلہ جمہور علماء اسلام کے اس عقیدہ سے منحرف ہو چکے ہیں۔ تو ان پر لازم ہے کہ اپنا عقیدہ اور موقف واضح کریں۔ اگر وہ لوگ یوں لکھ دیتے ہیں کہ ''ہم حضور اکرم ﷺ کی حیات برزخی کے قائل ہیں یا آپ ﷺ کو جنت میں اعلی علین میں زندہ مانتے ہیں۔ یا آپ ﷺ کو رفیق اعلی میں مانتے ہیں'' تو یہ انکے عقیدہ کی وضاحت

نہ ہوگی۔وضاحت یہ ہے کہ وہ تحریر کردیں کہ "ہم حضور اکرم ﷺ کو برزخ یا جنت وغیرہ میں کس جسد کے ساتھ زندہ مانتے ہیں۔دنیا والے جسد کے ساتھ یا کسی اور جسد کے ساتھ اگر وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے جسد کو تجویز کرتے ہیں جو روح کے ساتھ فیض الحیات بنتا ہے ۔تو لکھ دیں اس جسد کا نام کیا ہے اور اس کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے۔وغیرہ وغیرہ؟

مناظرہ سرگودھا کا آنکھوں دیکھا حال

۲۱ مئی ۲۰۰۶ء بروز اتوار سرگودھا کے نواح میں فریقین کے مابین ایک مناظرہ طے ہو جس میں ہر دو جانب بڑے بڑے مناظرین آمنے سامنے ہوئے۔علماء دیوبند کی طرف سے مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب، مولانا محمد اسمعیل محمدی صاحب، مولانا محمود عالم صفدر صاحب اوکاڑوی اور دیگر مناظرین موجود تھے۔جبکہ اشاعت التوحید السنۃ کے مناظرین میں امیر عبداللہ صاحب ڈیروی اور عبدالقدوس جھنگوی وغیرہ موجود تھے۔مناظرہ حیات النبی ﷺ پر ہونا تھا۔چنانچہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی طرف سے اپنا موقف تحریری شکل میں عوام وخواص کے سامنے پیش کیا گیا اور بار بار سنایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اشاعت التوحید والسنۃ سے بار بار مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنا عقیدہ صاف لفظوں میں لکھ کردیں تاکہ باقاعدہ مناظرہ کی کاروائی شروع کی جائے۔لیکن یقین جانیے کہ اہل اشاعت سے مسلسل چار پانچ گھنٹے مطالبہ کرنے کے باوجود انہوں نے اپنا عقیدہ ظاہر کرنے اور تحریر کردینے سے صاف صاف انکار کردیا۔عوام الناس نے تنگ آکر نعرے لگائے ممّاتیو! اپنا عقیدہ لکھ دو اس کے باوجود انکار پر ان کا اصرار رہا حتی کہ جائے مناظرہ سے کتابیں اٹھا کر بھاگ جانا تو قبول کیا لیکن اپنا عقیدہ لکھ کر نہ دیا۔حالانکہ یہ بات بالکل قرین انصاف ہے کہ ہر فریق اپنا اپنا موقف واضح کرے پھر ہر مناظر اپنے موقف کو دلائل سے

ثابت کرے۔اور دوسرے کے موقف کو دلائل سے کمزور کرے۔

مماتیوں کا علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے موقف کو غلط قرار دینا اور بزعم خویش اپنے صحیح موقف کو چھپائے رکھنا ہر ذی شعور اور سلیم الفطرت انسان کے سامنے ان کی ذلت آمیز شکست کے مترادف ہے ۔لہذا میں اپنے تمام نوجوان مناظرین کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اصل مناظرہ کرنے سے پہلے ان کے عقیدہ کی تحریری دستاویز حاصل کریں تاکہ عوام وخواص کے سامنے تصویر کے دونوں رخ آجائیں۔اور فریقین کے دلائل بھی آجائیں اور ایسی صورت میں فیصلہ کرنا نہایت آسان ہو جائے گا۔

ثانیاً مسئلہ ھذا میں ہر دو فریق مدعی اور منکر ہیں

جب دونوں فریق عقیدہ حیات النبی سے متعلق اپنا الگ الگ موقف رکھتے ہیں اور اپنے موقف کو صحیح اور دوسرے کے موقف کو غلط تصور کرتے ہیں تو معلوم ہوا ہر فریق اپنے موقف کا مدعی اور دوسرے کے موقف کا منکر ہے۔لہذا وقت کو دو حصوں میں یوں تقسیم کر دیا جائے کہ ایک فریق اپنے موقف کو اپنے دلائل سے ثابت کرے اور دوسرا فریق اس کے دلائل کا توڑ پیش کرے۔ پھر دوسرے وقت میں دوسرا فریق اپنا موقف پیش کرے اور مخالف اس کا توڑ پیش کرے۔

یہاں سے اہل اشاعت کے مناظر امیر عبداللہ کی غلط فہمی واضح ہوئی۔جنہوں نے سرگودھا کے مناظرہ میں کہا کہ تم مدعی ہو اور ہم منکر ہو۔لہذا دلائل تمہارے ذمہ ہیں میرے ذمہ صرف دلائل کا جواب دینا ہے اور وہ اپنے ہوش وحواس ایسے کھو چکا تھا کہ **البینة علی المدعی والیمین علی من انکر** کو یوں پڑھا **البینة للمدعی**۔تو بہر حال ان کا یہ کہنا کہ ہم صرف منکر ہیں کسی طرح بھی درست نہیں ہے بلکہ انکار کے ساتھ ساتھ وہ ایک موقف بھی رکھتے ہیں جس کے وہ مدعی ہیں۔

ثالثاً: جو چیزیں فریقین کے درمیان مسلمہ ہیں ان کو زیر بحث نہ لایا جائے۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ سے متعلق بہت سے امور ایسے ہیں جن پر فریقین کا اتفاق ہے۔ لہٰذا وہ متفقہ اور مسلمہ امور ہرگز ہرگز زیر بحث نہ لانا چاہیں کیونکہ ایسی باتوں میں پڑنا تو تحصیل حاصل ہے اب وہ چند باتیں آپ کی خدمت ترتیب کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں جن پر فریقین کا اتفاق ہے۔

1- حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر موت واقع ہوئی۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لہذا ایسی آیات یا احادیث پڑھتے رہنا جن میں آپ پر وقوع موت کی خبر دی گئی ہے یا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ پر موت واقع ہوتی ہے۔ خارج از موضوع ہے لہذا ایسے استدلال سے اجتناب لازمی ہے۔

2- حضور اکرم ﷺ کی حیات بعد الوفات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی حیات بعد الوفات بھی مسلمات میں سے ہے۔ کیونکہ حیات بعد الوفات قرآن مجید کی درجنوں آیات اور سینکڑوں احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ جس کا انکار اہل اشاعت بھی نہیں کرتے۔

لہذا اگر کسی آیت سے یا کسی حدیث سے مطلق حیات بعد الوفات کی نفی کشید کی جائے۔ تو صرف یہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے عقیدہ کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ خود اہل اشاعت کے عقیدہ کے بھی خلاف ہوگا کیونکہ حیات بعد الوفات کے تو وہ بھی قائل ہیں۔ اہل اشاعۃ اس صورت میں قائل نہیں ہیں بلکہ وہ حیات بعد الوفات کی ایک اور صورت تجویز کرتے ہیں جسے علماء اسلام مسترد کرتے ہیں۔ بہر حال حیات بعد الوفات کے وہ بھی قائل ہیں چاہے جس صورت میں بھی ہیں۔

3- بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی شخصیت بھی فریقین کے درمیان ایک مسلمہ شخصیت ہے۔ لہذا ان کی شخصیت کو زیر بحث لانا بھی خروج عن المبحث

ہے۔اور حضرت نانا توی ؒ کی عبارات کا وہی مطلب لینا چاہیے جو جمہور علما اسلام کے نظریہ کے مطابق ہو جیسا کہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ لکھنوی نے اپنے رسالہ ''مسئلہ حیات انبیاء کی حقیقت'' میں لکھا ہے۔

4-وہ علماء اسلام خصوصاً صوفیا کرام بعداز وفات روح کے لئے جسد مثالی تجویز کرتے ہیں اور اس تجویز کے ساتھ ساتھ وہ دنیا والے جسد کے ساتھ بھی روح کے تعلق کے قائل ہیں تو ایسے حضرات کی عبارات کو پیش کرنا بھی لاحاصل ہے کیونکہ یہ لوگ جب روح اقدس کا جسد اطہر سے تعلق مانتے ہیں تو انہوں نے علما اہل السنہ کے عقیدہ کو اپنا لیا ہے۔اب اس عقیدہ کے بعد یہ لوگ مثالی جسد کے قائل ہیں تو اس سے نے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔کیونکہ اصل عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا دنیا والا جسد فیض الحیات ہے اور جنت اس کا مقام ہے اور روح کے ساتھ ساتھ وہ جنت کی ہر نعمت سے محظوظ ہے اور جو شخص آپ کے دنیا والے جسد کو حیات برزخی سے محروم سمجھتا ہے اور اس کے مقام کو جنت کا مقام نہیں سمجھتا اور آپ کے جسد اطہر کو ہر قسم کی نعمتوں اور راحتوں سے محروم سمجھتا ہے ایسے شخص سے علماء اسلام کو اختلاف ہے۔اور وہ اس کے عقیدہ کو غلط قرار دیتے ہیں لہذا چونکہ صوفیاء کرام روح اقدس کا جسد اطہر سے تعلق مانتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ کے جسد کو فیض الحیات اور فیض المرام سمجھتے ہیں اور جسد اطہر کے مقام کو جنت کا مقام سمجھتے ہیں۔تو وہ ہمارے بزرگ ہیں۔خواہ آلوسی ہوں یا سیوطی ؒ ہوں، پانی پتی ہوں یا ابن قیم ؒ وغیرہ۔

5-اسی طرح حضور اکرم ﷺ کی حیات بعد الوفات حیات برزخیہ ہے اور اس کو حیات برزخیہ کہنے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔کیونکہ وفات کے بعد ہر شخص خود بخود عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔علماء اسلام کی اصطلاح میں موت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصے کو برزخ کہتے ہیں۔جب موت آدمی پر واقع ہو جاتی ہے تو اس کا روح اور

جسد دونوں برزخ کی چیزیں قرار پاتے ہیں۔معلوم ہوا کہ برزخ کسی مکان، کمرہ، اور پلازہ کا نام نہیں ہے بلکہ زمانہ کا نام ہے روح اور جسد جہاں بھی ہیں برزخ میں ہیں۔ برزخ اپنے وسیع تر مفہوم کے لحاظ سے روح اور جسد دونوں کے ہر مقام کو شامل ہے۔لہذا آپ کی حیات حیات برزخیہ متفق علیہ ہے تو وہ عبارات پیش کرنا جن میں حیات برزخیہ کا ذکر ہے بھی بے فائدہ ہے کیونکہ حیات برزخیہ تو مسلمہ ہے۔

6-علماء اسلام نے جہاں موت کی یہ تعریف کی ہے کہ انقطاء روح عن الجسد یا جہاں (اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا) کی تفسیر میں جو یہ فرمایا ہے کہ بوقت موت روح کا جسد سے تعلق بالکل ختم ہوجاتا ہے یا روح کا جسد سے تعلق نہیں رہتا ہے وغیرہ وغیرہ عبارات پیش کرنا بھی بے سود ہے کیونکہ موت کے وقت دنیوی تعلق بالکل ختم ہوجاتا ہے اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں ۔اسی لئے تو مرنے والے کی تجہیز، تکفین ،اور تدفین وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔لیکن حیات برزخی پر بھی تو سب کا اتفاق ہے۔اور حیات کی تعریف موت کے برعکس ''تعلق روح بالجسد'' ہے تو جب حیات دنیوی موت کی وجہ سے ختم ہوئی تو حیات برزخی کا آغاز ہوا جو لازماً تعلق روح بالجسد سے متحقق ہوگی ۔پس بوقت موت ایک حیات ختم ہوتی ہے اور دوسری حیات کا دور شروع ہوا۔دوسرے لفظوں میں دنیوی تعلق منقطع ہوا اور برزخی تعلق جڑ گیا لہذا ان اکابرین کی عبارات جن میں یہ کہا گیا ہے کہ روح کا بوقت موت تعلق بالکل ختم ہوگیا ہے۔پیش کر کے حیات برزخی کی نفی کرنا یا تعلق برزخی کی نفی کرنا بھی بالکل بے فائدہ ہے کیونکہ جس تعلق کی وہ نفی کرتے ہیں وہ اور ہے جس کا اثبات کرتے ہیں وہ اور ہے نفی کرتے ہیں تعلق دنیوی کی اور اثبات کرتے ہیں تعلق برزخ کا،

نیز علماء اسلام کی ان عبارات سے حیات برزخی تعلق برزخی کی نفی کرنا تاویل القول بمالا یرضی بہ القائل کی شرمناک مثال ہے۔کیونکہ بوقت موت انقطاع روح

کی بات کرنے والے علماء نے جب عقیدہ عذاب قبر کو موضوع بحث بنایا ہے تو وہاں بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ بوقت سوال نکرین قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے اور جزاء سزا کے روح کا جسد عنصری سے تعلق رہتا ہے۔

پس ثابت ہوا ہمارے علماء جہاں فرماتے ہیں کہ موت کے وقت تعلق منقطع ہوا وہاں تعلق دنیوی مراد ہے اور جہاں فرماتے ہیں قبر میں اعادہ روح اور تعلق روح ہوتا ہے تو اس سے تعلق برزخی مراد ہے۔ لہذا ایسے علماء کی یک طرفہ عبارات کو پیش کرنا اور دوسری طرف والی عبارات کو چھپا لینا کتمان حق کے ساتھ ساتھ ایک بے ہودہ حرکت بھی ہے۔

اب نقطہ اختلاف

ان مسلمات کے بعد ہر قاری کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ آخر جب اتنی ساری باتیں متفق علیہ ہیں تو آخر اختلاف کس چیز میں ہے۔ تو اس بارے میں گذارش ہے کہ علماء اسلام کا موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کو قبر و برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ دنیا والے جسد کے ساتھ ہے۔ جب کہ اہل اشاعت دنیا والے جسد سے ہر قسم کی حیات اور ہر قسم کے تعلق روح کا انکار کرتے ہیں بلکہ جسد اطہر کو پتھر اور جماد کی طرح بے جان اور بے شعور سمجھتے ہیں۔ اور روح اقدس کے لئے ایک دوسرا جسد تجویز کرتے ہیں یہ ہے نقطہ اختلاف۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ کی مختلف تعبیریں

تمام علماء اسلام کا حضور ﷺ کی حیات و برزخ پر اتفاق ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ حیات با تعلق روح آپ کے جسد اطہر کو حاصل ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس تعلق کی کہنہ (حقیقت) اللہ بہتر جانتا ہے اور قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے ولکن لا تشعرون البتہ بعض علماء نے آپ ﷺ کی حیات قبر کو مختلف الفاظ میں تعبیر کیا ہے۔

1- آپ ﷺ کی حیات قبر حیات برزخی ہے۔

2- آپ ﷺ کی حیات دنیوی ہے یعنی دنیا والے جسد کے ساتھ ہے۔

3- آپ ﷺ کی حیات ایسی برزخی نہیں ہے جو تمام موتیٰ کو حاصل ہے۔

4- آپ ﷺ کی حیات قبر حیات دنیوی نہیں ہے یعنی بالکل اور ہر لحاظ سے دنیا کی زندگی کی طرح نہیں ہے۔

5- آپ ﷺ کی حیات بعد الوفات حسی ہے۔

6- آپ ﷺ کی حیات بعد الوفات جسمانی ہے۔

7- آپ ﷺ کی حیات قبر روحانی ہے یعنی عالم برزخ میں روح اصل اور نمایاں ہے اور جسد اس کے تابع ہے۔

8- بعد از وفات آپ ﷺ کو جو حیات حاصل ہے وہ با تعلق روح ہے اور وہ تعلق حلول اور دخول والا ہے۔

9- وہ تعلق اشراق والا ہے۔

10- یہ تعلق اتصال والا ہے۔ وغیرہ

فریق مخالف کا ان تعبیرات کی آڑ میں اصل مسئلہ سے انحراف

قارئین کرام! علماء اسلام نے قبر و برزخ کی زندگی کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا ہے لیکن ان مختلف تعبیرات کی قدر مشترک ایک ہی ہے کہ آپ ﷺ کو قبر و برزخ میں با تعلق روح حیات حاصل ہے۔ مقصد سب کا یہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بزرگ نے آج تک نفس تعلق کا انکار نہیں کیا حتی کہ کراچی کے بہت بڑے مفتی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس تعلق کے انکار کو ''زیغ و مکابرہ'' کہا ہے دیکھئے فتح الملہم ج ۵ ص ۳۲۔ لہذا اگر فریق مخالف کا مناظر ان مختلف تعبیرات کو بیان کر کے اصل مسئلے

سے منحرف ہونے کی کوشش کرے یا عوام الناس کی توجہ ہٹانے کی کوشش کرے تو اسے یہ کہہ کر روکا جائے کہ ان باتوں میں پڑنا خروج عن المبحث ہے اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ بعد از وفات روح اقدس کا جسد اطہر سے تعلق ہے یا نہیں اور اس تعلق پر سب کا اتفاق ہے۔ جبکہ فریق مخالف اس تعلق کا منکر ہے باقی رہیں تعلق سے آگے والی باتیں کہ وہ کیسا ہے؟ کس قسم کا ہے ؟ تو ہم جیسے عوام الناس کو اس قسم کی باتوں میں پڑنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ نجات کے لئے عقیدہ کافی ہے۔ باقی رہیں علماء کی علمی بحثیں تو وہ انہیں کو زیب دیتی ہیں وہ جانیں اور ان کا کام۔ واضح رہے کہ ان اکابر علماء میں سے کسی ایک کی طرف ہم سوظن کے قائل نہیں ہیں ۔ وہ سب ہمارے لیے واجب الاحترام ہیں لیکن مناظرہ نفس تعلق میں ہونا چاہیے اور کسی مناظر کو اس حد سے آگے نہ بڑھنا چاہیے اور یہی مشورہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے دیا ہے۔

عقلی شبہات کی حیثیت

عقیدہ حیات النبی ﷺ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس بارے میں جو کچھ اللہ اور اس کے نبی نے ارشاد فرمایا اسی پر ایمان رکھنا چاہیے اس عقیدہ پر عقلی شبہات پیدا کرنا ایک قسم کی بے اصولی ہے اگر فریق مخالف کا مناظر عقلی شبہات پیدا کرتا ہے تو اس سے بھی اسے روکا جائے کیونکہ نصوص کے مقابلے میں عقل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عقل کو کتاب وسنت کے تابع رکھنا چاہیے عقل کا یہ مقام نہیں ہے کتاب وسنت سے ثابت شدہ عقائد کو عقل کی ترازو میں رکھ کر جانچا جائے۔ لہذا اس بے اصولی سے بھی منکرین حیات الانبیاء کو روکا جائے۔

لایعنی سوال

یہ بات پہلے عرض کی جاچکی ہے کہ قبر کی زندگی عالم غیب کی چیز ہے جس پر بن دیکھے ایمان لانا ضروری ہے۔ لہذا اس عالم کی جو جو باتیں ہمیں قرآن وحدیث میں بتائی گئ

ہیں وہ تو ہم بیان کر سکتے ہیں اور اس عالم کی جو باتیں ہمیں نہیں بتائی گئیں ان کے بارے میں سکوت کرنا ہی مناسب ہے۔ اگر فریق مخالف کا مناظر اس عالم کی ایسی باتوں سے سوال کرتا ہے جو ہمیں نہیں بتائی گئیں تو اس کا یہ سوال لایعنی ہوگا اور اسے اس سے بھی روکا جائیگا۔

انشاء اللہ بالآخر فتح اہل حق کی ہوگی

قارئین کرام! بندہ عاجز نے اپنی فہم کے مطابق یہ طریقہ گفتگو تحریر کیا ہے اہل علم اس ترتیب کو برقرار بھی رکھ سکتے ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ترمیم واضافہ بھی کر سکتے ہیں۔ بہرحال بندہ عاجز یہی سمجھتا ہے اگر اس ترتیب سے اور اس طریقہ سے منکرین حیات قبر سے بات چیت کی جائے تو امید قوی ہے کہ وہ اپنا عقیدہ صاف لفظوں میں لکھ کر دینے سے انکار کر کے راہ فرار اختیار کریں گے جیسا کہ سرگودھا کے مناظرہ میں ہوا۔ اگر وہ اپنا عقیدہ صاف صاف لکھ بھی دیں گے تو اپنے اس تحریر کردہ عقیدہ کو کسی قرآنی آیت اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت نہ کرنے کی وجہ سے ذلت آمیز شکست اٹھائیں گے۔ ان شاء اللہ باقی ہمارا عقیدہ اور موقف دلائل اربعہ سے ثابت ہے جسے ہمارا ہر مناظر میدان مناظرہ میں پیش کر سکتا ہے۔ البتہ یہ لوگ ہمارے دلائل کو قسم قسم کے شبہات و وساوس سے کمزور کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اہل علم جانتے کہ اس قسم کے شبہات و وساوس مخالفین اسلام نے دین اسلام کے ہر عقیدہ پر وارد کیے ہیں خواہ وہ عقیدہ توحید ہو یا رسالت یا قیامت یا معراج مصطفے یا حیات عیسیٰ لیکن اہل علم جانتے ہیں مخالفین کی ان گھٹیا حرکات سے کسی عقیدہ کی حقانیت پر حرف آیا ہے نہ آئے گا۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم و اللہ متم نورہ

ولو کرہ الکفرون (سورۃ الصف ۸) یقین جانیے ان کے پاس اپنے عقیدہ کی قرآن وحدیث سے کوئی ایک بھی دلیل نہیں ہے صرف اور صرف ہمارے عقیدہ پر برسنا اور گرجنا جانتے ہیں اور جتنی گرج چمک یہ لوگ ہمارے عقیدہ پر کرتے ہیں وہ ساری کی ساری ان کے اپنے عقیدہ پر بطریق اولی وارد ہوتی ہے اور جو اعتراض یہ لوگ حیات قبر پر وارد کرتے ہیں وہی اعتراض ان کی حیات برزخی پر بھی وارد ہوتا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے نقشہ قدم پر استقامت نصیب فرمائے اور ہر قسم کی گمراہی بے دینی بے راہ روی سے محفوظ فرمائے۔

دُعا فرمائیں!

ا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل دامت برکاتہم کیلئے (جن کا 7 رمضان 27 ستمبر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آتے ہوئے شدید ایکسیڈنٹ ہوا) کہ اللہ تعالیٰ ان کی صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور حضرت کی بیٹی کیلئے جو اس حادثہ میں دار فانی سے رخصت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور درجات بلند فرمائیں۔

۲۔ ملک کے مشہور محدث ومحقق استاذ العلماء حضرت مولانا فیض احمد صاحب مدظلہ استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان، تقریباً 3 ہفتہ سے سخت علیل ہیں جس سے اسباق کا سلسلہ بھی منقطع ہے تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں اللہ حق تعالیٰ شانہ آپ کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرما کر آپ کی برکات سے تادیر تشنگان علم حدیث کو مستفید فرمائے۔

امت میں اختلاف کا حل اور اس کا پس منظر

(محمد عمر دراز المتخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا)

غور سے پڑھو، سوچو اور فرقہ غیر مقلدیت سے توبہ کرو اور پناہ مانگو!

اس وقت عالم اسلام میں نت نئے فرقے معرض وجود میں آرہے ہیں ہر فرقہ اپنے آپ کو قرآن وسنت کا سچا متبع گردانتا ہے اور دوسروں کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ واضح رہے کہ باطل فرقوں کی مسلسل یہ پالیسی رہی ہے کہ جس چیز کے خلاف سرگرم عمل ہوں اسی سے اپنے بھرپور تعلق ولگاؤ کا اظہار کرتے ہیں تاکہ عام لوگ اس فتنے کی حقیقت پر مطلع نہ ہوں۔ یہ متضاد صورت حال دیکھ کر اکثر لوگ تشویش اور اضطراب میں مبتلا ہوجاتے ہیں لیکن قرآن کریم نے اس مشکل کا یہ حتمی حل تجویز کیا ہے کہ اختلافی مسائل کا حل قرآن وسنت سے کرایا جائے ۔ارشاد ربانی ہے "**یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول .**

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول اور تم میں سے جو صاحب حکم ہیں، کی اطاعت کرو اور اگر کسی بھی چیز میں تمہارا باہمی اختلاف ہوجائے تو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل تلاش کرو"۔ نیز ارشاد نبوی ہے "**ترکت فیکم امرین لن تضلو ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ**" میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو گمراہی سے بچے رہو گے، وہ دو چیزیں قرآن وسنت ہیں"۔

اس آیت وحدیث کی روشنی میں ہم آئندہ سطور میں ایک ایسے فرقے کی نشاندہی کرتے ہیں جس کا مشن امت اسلامیہ کو قرآن وسنت کی ثابت شدہ تعلیمات سے دور کرنا ہے لیکن عجیب

بات یہ ہے کہ دیگر باطل قوتوں کی طرح یہ فرقہ بھی قرآن وسنت سے اپنی وابستگی کا بھرپور اظہار کرتا ہے تا کہ لوگوں کو اصل حقیقت سے غافل رکھے حالانکہ یہ فرقہ بھی برطانوی استعمار کا خود کاشتہ پودا ہے۔

آغاز: انگریزی استعمار کے دور میں جب یہ فرقہ معرض وجود میں لایا گیا تو اس نے اپنا نام محمدی رکھا پھر عرب کے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف نسبت کر کے وہابی کہلایا اور پھر انڈیا میں اپنی محسن انگریز حکومت کو درخواست دی کہ انگریز سرکار کے لئے ہماری خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ درخواست قبول کی جائے کہ ہمارا نام ''اہل حدیث'' منظور کرلیا جائے انگریز نے اس طبقہ کی بھرپور خدمات کے پیش نظر یہ درخواست منظور کرلی۔اس درخواست کے مندرجات، پس منظر اور انگریز ریکارڈ میں اس کا فائل نمبر اور مزید تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو۔

1- ''اہل حدیث کا مذہب'' مصنفہ مولانا ثناءاللہ امرتسری

2- ''اہل حدیث اور انگریز''

محمدی، وہابی اور اہل حدیث کے نام بدلنے والے طبقہ نے اب عرب دنیا سے پیسہ بٹورنے کے لئے اپنے آپ کو سلفی کہلانا شروع کردیا ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

مقاصد: انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کا اہم مقصد

(ا) پوری دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو فروعی اختلافات میں الجھانا ہے تا کہ ان کی وحدت پارہ پارہ ہوجائے۔نماز یومیہ عبادت ہے، لہذا وہ نماز کے تین چار مسائل کو بنیاد بنا کر زیادہ تر اختلافات پھیلاتے ہیں تا کہ مسلمان کمزور رہوں اور انگریز خوش ہورہے۔

(۲): شراب اور خنزیر اور کتے کو مسلمان بہت نفرت سے دیکھتے ہیں جب کہ انگریز ان تین چیزوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان چیزوں کو حرام، نجس اور سب برائیوں کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اسلام دشمن لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں لہٰذا ان کی بھر پور کوشش ہے کہ ان چیزوں کو مسلمانوں میں عام کیا جائے۔ تاکہ ان کے خاندانی ومعاشرتی اخلاق تباہ ہوں۔ وہ اسلامی تعلیمات سے دور ہوکر کمزور ہو جائیں اور انہیں پھر سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا سکے۔ اس پس منظر میں غیر مقلدین کا اہم مقصد مسلمانوں کے دلوں سے شراب، خنزیر اور کتے کی نفرت کو نکالنا اور انہیں مقبول عام بنانا ہے اور اس سلسلہ میں قرآن وسنت کا موقف اور ان کی کاوشیں ملاحظہ ہوں۔

تنبیہ: آئندہ سطور کے پڑھنے سے پہلے یہ حقیقت آپ کے ذہن میں رہے کہ غیر مقلدین کے اسی قسم کے فرسودہ نظریات کے پیش نظر عرب وعجم کے مسلمان اس طبقہ سے ناراض ونالاں ہیں اور جمہور مسلمانوں کا غیر مقلدین سے اصل اختلاف یہی ہے۔ غیر مقلدین اپنے ان ناپسندیدہ نظریات ومقاصد کو چھپانے کے لئے جمہور مسلمانوں کو فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر اور رفع یدین کے مسائل میں الجھاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں چونکہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے متبعین بھی رفع یدین، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں لیکن پھر بھی غیر مقلدین ان سے اور وہ غیر مقلدین سے اختلاف رکھتے ہیں۔ آخر کیوں!!!

جہاں تک غیر مقلدین کا نعرہ "کتاب وسنت" ہے تو آئندہ سطور میں واضح ہوگا کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کیا ہے اور غیر مقلدین کا موقف کیا ہے؟ نواب صدیق حسن خان بھوپالی اور ان کے صاحبزادے نواب نور الحسن خاں اور علامہ وحید الزمان غیر مقلد فرقہ کے وہ راہنما ہیں جنہوں نے ہندوستان میں اس فرقہ کی بنیاد رکھی اور اپنی تصانیف سے اس پودے کی آبیاری کی۔ آئندہ سطور میں انہی کے حوالہ سے ان کے اصل افکار ملاحظہ ہوں جن

کی بنیاد پر سب لوگ اس فرقہ سے نفرت کرتے ہیں۔

کتے، پیشاب اور خنزیز کے بارے میں غیر مقلدین کا موقف

(الف) مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق خان بھوپالی کے صاحبزادے اور مشہور غیر مقلد مصنف نورالحسن خان لکھتے ہیں'' آدمی کا پاخانہ اور اس کا پیشاب ناپاک ہے۔لیکن دودھ پیتے بچے کا پیشاب اور کتے کا لعاب پاک ہے(النہج المقبول''۲۰ مطبع شاہجہانی بھوپال)

(ب) مشہور غیر مقلد مصنف اور ان کے مایہ ناز عالم جناب وحیدالزمان لکھتے ہیں'' مچھلی کا خون پاک ہے اور اسی طرح کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین علماء کے نزدیک پاک ہے (نزل الابرار ج اص ۳۰، سعید المطابع بنارس ۱۳۲۸ھ)

(ج) مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی مجتہدانہ انداز میں لکھتے ہیں''جس حدیث میں کتے کے جھوٹے پانی کو ناپاک کہا گیا ہے وہ حدیث کتے کے گوشت، اس کی ہڈی، اس کے خون، اس کے بال اور اس کے پسینہ کی نجاست پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ نجاست کا حکم صرف اس کے جھوٹے پانی کے ساتھ مختص ہے اور قیاس کی بنیاد پر ان چیزوں کو بھی ناپاک قرار دینا بہت بعید ہے (بدور الاہلہ ص ۱۶)

(د) جناب وحیدالزمان لکھتے ہیں''اور تمام جانوروں کے جھوٹے پانی کا یہی حکم ہے سوائے کتے اور خنزیر کے جھوٹے پانی کے کہ اس میں دو قول ہیں اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی ناپاک ہے (نزل الابرار ج اص ا)

(ھ) علامہ مذکورہ اپنی محققانہ بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے کتے کی بابت لکھتے ہیں ''اگر کتا پانی میں گر گیا اور پانی کا کوئی وصف نہیں بدلا تو پانی فاسد نہیں ہوگا۔اگرچہ وہ پانی اس کے منہ کو بھی لگ گیا ہو اور اسی طرح کتا اپنا جسم جھاڑے اور اس کے چھینٹے کپڑا پر پڑیں یا جسم کے عضو پر پڑیں تو وہ ناپاک نہیں۔ چاہے اس عضو کو کتے کا لعاب بھی لگ جائے۔ نیز

کتے کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی (نزل الابرار ج ۱ ص ۳۰)

(و) علاوہ مذکور اجتہادی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کتے اور خنزیر کے لعاب اور ان کے جھوٹے پانی کے بارے میں اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ وہ پاک ہیں اس طرح کتے کے پیشاب' اس کا پاخانہ پاک ہے۔ چونکہ حق بات یہ ہے کہ اس کی ناپاکی پر کوئی دلیل نہیں ہے"۔ (نزل الابرار ج ۱' ۴۹' ۵۰)

(ز) غیر مقلدین کے باوا آدم نواب صدیق حسن خان اس مسئلہ میں معرکۃ الآراء تحقیق پیش کرتے ہیں کہ "اس طرح لفظ رجس سے خنزیز کی نجاست پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، چونکہ رجس سے مراد اس کا حرام ہونا ہے نہ کہ ناپاک ہونا (بدور الاہلہ ص ۱۶)

(ح) جناب وحید الزمان خنزیر کے ساتھ وابستگی کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے رقم طراز ہیں "مردار کے بال اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور اسی طرح اس کے پٹھے، اس کے کھر بھی پاک ہیں" (نزل الابرار ج ۱ ص ۳۰)

(ط) ان علامہ وحید الزمان نے قرآن وسنت کی پرواہ کیے بغیر لا مذہبوں کو پیٹ بھر کر حرام کھانے کے لئے ارشاد فرمایا "اضطراری حالت میں حرام کھانا جائز ہے، چاہے پیٹ بھر کر کیوں نہ ہو"۔ (نزل الابرار ج ۳ ص ۸۴)

جب کہ قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے کہ "فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه"

غیر مقلدین اور شراب

(الف) قرآن وسنت میں جس شراب کو خمر کہہ کر حرام قرار دیا گیا ہے اس کی بابت غیر مقلدین کی اجتہادی کاوشیں ملاحظہ ہوں۔ علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں "صحیح بات یہ ہے کہ شراب ناپاک نہیں ہے" (نزل الابرار ج ۱ ص ۱۹)

(ب) علامہ موصوف شراب عام کرنے کے لئے ایک نئی طرز کا اجتہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''شراب میں آٹا گوندھ کر پکائی گئی روٹی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ روٹی پکنے سے شراب جل گئی اور اس کا اثر ختم ہو گیا (نزل الابرار ج ۳ ص ۸۹)

(ج) آخر میں شراب کے ساتھ ساتھ اور بہت سی ناپاک چیزوں کی بابت علامہ وحید الزمان نے غیر مقلدین کے لئے تحفہ نایاب پیش کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور اس طبقہ کی علمی صلاحیتوں اور ذہنی سوچ کو داد دیں فرماتے ہیں ''مادہ منی پاک ہے چاہے تر ہو یا خشک۔ گاڑھا ہو یا پتلا مگر اس کو دھونا بہتر ہے۔ حیض کے خون کے علاوہ بقیہ خون کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے اور اسی طرح شراب اور کھائے جانے والے اور نہ کھائے جانے والے جانوروں کا پیشاب بھی پاک ہے (نزل الابرار ج ا ص ۴۹)

☆☆☆☆

نوٹ: بعض حالات کے پیش نظر قافلہ حق فی الحال سہ ماہی کے طور پر شائع کر رہے ہیں جو کہ ان شاء اللہ بعد میں ہفت روزہ میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کیلئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا!

کہ غیر مقلدین اتنے خدا سے نہیں ڈرتے جتنے ٹیپ ریکارڈ سے ڈرتے ہیں تو اس لئے جب کوئی اہم گفتگو ہو تو ٹیپ ریکارڈ لگا لیا کریں تا کہ غیر مقلدین ٹیپ کے ڈر سے جھوٹ، بدزبانی اور کہہ مکرنی کی عادت سے بچنے کی کوشش کریں۔

نظم

ہر صبح بخاری کا نعرہ ہر شام بخاری کی باتیں
ڈھنڈورہ چند مسائل کا منظور نہیں سب باتیں

آقا ﷺ آہستہ پڑھتے تھے بسم اللہ فاتحہ سے پہلے
من گھڑت حدیث اپناتے ہیں ٹھکرا کے بخاری کی باتیں

وتروں میں دعائیں مانگی تھیں آقا ﷺ نے جھکنے سے پہلے
کچھ لوگوں کو منظور نہیں بے باک بخاری کی باتیں

دو ہاتھ مصافحہ سنت ہے لکھا ہے بخاری نے یونہی
ہر محفل میں رد کرتے ہیں احباب بخاری کی باتیں

عثمان کی اذان پہ بخاری نے لکھا ہے عمل سب امت کا
اس دور میں کیوں رد ہوتی ہے لاریب بخاری کی باتیں

دو چار حدیثیں مطلب کی محفل میں سناتے ہیں لیکن
چھپا یہ لوگ پھر تے پھرتے ہیں کچھ اور بخاری کی باتیں

یاروں نے کوشش کی باہم تحریف بخاری کی لیکن
ناکام ہوئے ناشاد ہوئے باقی ہیں بخاری کی باتیں

عربی کی بجائے اردو میں جو خطبہ جمعہ دیتے ہیں
وہ لائیں حدیث پیغمبر ﷺ جو کرتے ہیں بخاری کی باتیں

اقوال صحابہ ٹھکر اکر تنقید کا مورد ٹھرائیں
یہ زیب انہیں دیتا ہے جو کرتے ہیں بخاری کی باتیں

شہید غائب کی ہر شہر میں نماز پڑھتے ہیں غائبانہ
حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے بھلا ہے یہ طرز عاشقانہ

جسد نبوی ﷺ کے متصل زمین کے ٹکرے کا حکم!

بشکریہ: ماہنامہ بینات کراچی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ! دارلعلوم کراچی کورنگی کے ماہنامہ ''البلاغ'' کے صفر ۱۴۲۱ھ بمطابق مئی ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں بعنوان ''عقائد علماء دیوبند'' از مولانا عبدالشکور ترمذی مرحوم، جن عقائد کا احاطہ کیا گیا ہے، ان میں سے ایک عقیدہ کے تحت ذیل والی عبارت درج ہے۔ ''زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے سب سے افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے''۔

مذکورہ بالا عبارت سے درج ذیل اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔

۱۔ عقیدہ کے لئے نص صریح یا کم از کم حدیث متواتر کی ضرورت ہوتی ہے، کیا مذکورہ عقیدہ اس معیار پر پورا اتر سکتا ہے؟

۲۔ اسلام کے بنیادی عقائد توحید، ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، آخرت اور تقدیر پر ایمان صریح اور اٹل ہے، ان میں سے ایک کا انکار ایمان کو تباہ کر دیتا ہے، کیا مذکورہ عقیدہ کی بھی کوئی ایسی حیثیت ہے؟

۳۔ قرآن حکیم کی روشنی میں غلو سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ کہیں مذکورہ عقیدہ، غلو ہی کا عکس تو نہیں؟

۴۔ کعبہ اور عرش وکرسی سے نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو مس ہونے والی مٹی کو افضل قرار دینا کسی صریح دلیل سے ثابت ہو سکے تو وضاحت فرمائیں تاویل کا سہارا لینا مناسب نہ ہوگا قرآن حکیم میں عرش الٰہی سے متعلق آیات کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جن

کی تلاوت سے دل دہل جاتا ہے اور کہیں تو سجدہ لازم آتا ہے۔ کسی کی وسعت زمین وآسمان پر حاوی ہے کعبہ کی عظمت بھی واضح ہے، محض جذبات میں نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے اس کا تقابل بھی کچھ مناسب محسوس نہیں ہوتا، اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے مس ہونے والی مٹی کا احترام اپنی جگہ ہے۔ بریلوی حضرات کا عام شیوہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے مابین مقابلہ جاری رکھنے میں عافیت محسوس کرتے ہیں اور صفات الٰہی نبی اکرم ﷺ میں شدومد سے ثابت کرنے میں کوشاں رہتے ہیں، مذکورہ عقیدہ میں تو ان حضرات سے بھی ایک قدم آگے اٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ بقول حالی

نبی کو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی ﷺ سے بڑھائیں

اکابر کا احترام اپنی جگہ، مگر شخصیات کے سحر سے تھوڑی دیر الگ ہو کر مذکورہ اشکالات کا جواب مطلوب ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل مفید ہوں گے۔ عبدالقیوم ایم اے ضلع جہلم

الجواب ومنه الصدق والصواب

واضح رہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مقدس حصہ ارض جو جناب نبی اکرم ﷺ کے اعضاء مبارکہ کے ساتھ مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے، یہاں تک کہ کعبہ، عرش و کرسی سے بھی افضل ہے اور جس طرح آپ کا جسد اطہر اور بدن مبارک اللہ رب العزت کی ذات کے بعد مخلوقات میں سے تمام انسانوں اور دیگر تمام چیزوں سے افضل ہے۔ یہ عقیدہ صرف علماء دیوبند کا نہیں ہے بلکہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے، جیسا کہ خلاصۃ الوفا میں ہے "**نقل عياض وقبله ابو الوليد والباجي والاجماع غيرهما الجماع على تفضيل ما ضم الاعضاء الشريفة حتىٰ على الكعبة كماقال ابن عساكر في تحفه وغيره ،بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي**

انهـا افـضـل مـن الـعـرش ،وصرح التاج الفاكهى بفضيلها على السموات ،قـال بـل الـظـاهر المتعين تفضل جميع الارض على السماء لحلوله ﷺ بها و حكاه بعضهم عن الاكثرين لخلق الانبياء فيها و دفنهم الخ "(ص ۱۰۱ العقود اريه ج ۲ ص ۳۱۰)

یعنی قاضی عیاضؒ اور علامہ ابوالولیدؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے جو حصہ ارض حضور علیہ السلام کے اعضاء مبارکہ سے لگا ہوا ہے، وہ ہر چیز سے افضل ہے، یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے افضل ہے، بلکہ علامہ تاج الدین سبکیؒ نے ابن عقیلؒ سے نقل کیا ہے کہ عرش سے بھی افضل ہے اور تاج الفاکہیؒ نے آسمانوں سے افضل ہونے کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ ظاہر اور متعین بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ مٹی کا مس کیا ہوا حصہ زمین اور آسمانوں سے افضل ہے اور بعضوں نے یہ وجہ نقل کی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے زمین سے پیدا ہونے اور زمین ہی میں مدفون ہونے کی وجہ سے اس زمین کی فضیلت زیادہ ہے۔ البتہ امام نوویؒ نے فرمایا کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس حصہ ارض کے علاوہ (جو حضور ﷺ کے اعضا مبارکہ سے لگا ہوا ہے) بقیہ زمین سے آسمان سے افضل ہے، چنانچہ ''خلاصۃ الوفا'' میں ہے

"لـکـن قـال الـنـوویؒ ان الـجـمـهـور على التفصيل السماء على الارض اى مـا عـد اماضم الاعضاء الشريفة "(ص ۱۰) لٰہذا یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ آپ علیہ السلام کی قبر کی جگہ ہر چیز سے افضل ہے ان میں سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے، جیسا کہ قاضی عیاضؒ اپنی کتاب ''الشفا'' میں فرماتے ہیں

"وقـال مـالـک بـن انـس ان الـبـقـعة الـتـى فيها جسد النبى ﷺ افضل من كل شئى حتى الكرسى و العرش.....

(معارف السنن ج ۳ ص ۳۲۳) اسی طرح شارح مشکوۃ ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں "فلاشک ان مکة لکونها من الحرم المحترم اجماعاً افضل من نفس المدینة ما عد التربة السکینة فانها افضل من الکعبة بل من العرش علی ماقاله جماعة (شرح الشفاء ج ۲ ص ۱۹۲)

یعنی اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ مکہ حرم محترم ہونے کی وجہ سے بالاجماع مدینہ سے افضل ہے، البتہ حضور ﷺ کے جسم مبارک سے لگی ہوئی مٹی نہ صرف مکہ سے افضل ہے، بلکہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔"

فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہر انسان اس مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے اس کی تخلیق ہوئی ہے لہذا جہاں آپ ﷺ کا جسد اطہر اور بدن مبارک موجود ہے، اس مٹی سے آپ کی تخلیق ہوئی ہے بایں معنی کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر سے مس کرنے والے قطعہ مبارکہ کو آپ ﷺ کے جسد اطہر سے خاص تعلق وقرب کا شرف امتیاز حاصل ہے، ظاہر ہے کہ اشرف وامتیاز میں زمین وآسمان یا عرش وکرسی میں سے کوئی بھی شریک نہیں، جیسا کہ معارف السنن میں حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں "قال الراقم: وان شئت ان تستانس ذلک بدلیل من السنة فلاحظ الی حدیث رسول الله ﷺ ان کل نفس تدفن فی التربة التی خلقت منها کما رواه الحاکم فی مستدرکه (معارف السنن ص ۳۲۴ ج ۳) یعنی اگر آپ (اہل السنۃ کے دلائل اربعہ میں سے) سنت سے بطور استیناس بیان کرنا چاہیں تو حضور ﷺ کی اس حدیث سے بھی استینا سا جسد اطہر سے مس کرنے والے قطعہ زمین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، استیناس کی وضاحت میں حضرت بنوریؒ ارشاد فرماتے ہیں "فعلم من ذلک ان الفضل فیها انما کان لانها جزء من مادة بدنه و عنصره الاسمی ولا ریب ان ابدان الانبیاء ثم سید الانبیاء

تنبت علی اجساد اهل الجنة کمافی الحدیث ولا شک ان ذرة من الجنة خیر من الدنیا و ما فیها (معارف السنن ص ۳۲۵ ج ۳) یعنی اس زمین کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے بابرکت بدن کا ایک جزو ہے اور بلاشبہ انبیاء کرام کے ابدان اور خصوصیت کے ساتھ سید الانبیاء کے بدن مبارک (جیسا کہ حدیث سریف میں ہے) کی بنیاد جنت سے ہے اور بے شک جنت کا ایک ذرہ دنیا و مافیہا سے افضل ہے۔

فضیلت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کعبہ، عرش کرسی کو اللہ تعالیٰ سے محض نسبت ہے، لیکن ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ سے مس کا تعلق نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو روضہ اطہر سے یعنی اس کی مٹی سے مس کا تعلق ہے، لہذا اس مبارک مٹی کو تمام چیزوں پر فضیلت حاصل ہے اس کے علاوہ شیخ سمہودیؒ اس مسئلہ پر اجماع نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”قلت و یوخذ مما قاله علی مستند نقل الاجماع السابق علی تفضیل القبر الشریف السکوتهم علیه و رجوعهم الی الدفن به (وفا الوفا ص ۳۳ ج ۱)

اسی طرح فتاوی شامی میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

ومکة افضل منها علی الراجع الا ما ضم اعضاء علیه الصلاة والسلام فانه افضل مطلقاً حتی من الکعبة والعرش والکرسی فما ضم اعضاء الشریفة هو افضل بقاع الارض بالاجماع (الشامیه ص ۶۲۶ ج ۲)

اس تمہید کے بعد اب سوالوں کے نمبروار جوابات ملاحظہ ہوں

ا۔۔۔واضح رہے کہ عقائد اسلام کے اثبات کے لئے حدیث متواتر کا ہونا ضروری ہے، مگر چونکہ مذکورہ عقیدہ اہل السنۃ احادیث صحیحہ سے مستنبط اور اجماعی عقیدہ ہے، اس لئے اس کا

بھی وہی حکم ہوگا، گو روایتی اعتبار سے احادیث متواترہ سے ثابت نہیں ہے اس لئے امت مسلمہ کے صلحاء و محدثین کے ہاں تلقی بالقبول کے بعد احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ عقیدہ پر معترض کا اعتراض بھی موثر نہیں ہوسکتا۔

۲،۳۔۔۔وہ امور جو بالکل بدیہی اور ظاہر ہوں مثلاً ایمان باللہ، ایمان بالرسل، ایمان بالآخرت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ یعنی وہ امور جو ضروریات دین کہلاتے ہیں ان کا انکار کفر ہے اور ضروریات دین امور کہلاتے ہیں جو قطعی طور پر معلوم ہوں، جیسا کہ علامہ شامیؒ فتاوی شامیؒ میں فرماتے ہیں: **وهو تصديق محمد ﷺ في جميع ما جاء به عن الله مما علم مجيئه ضرورة**"(ج۴ص ۲۲۱)**والكفر لغة الستر و شرعا تكذيبه ﷺ في شئى مما جاء به من الدين ضرورة والفاظة تعرف في الفتاوى** (ج ۴ ص ۲۲۳) چونکہ مذکورہ عقیدہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے اور نہ حدیث متواتر سے ثابت ہے اس لئے اس کا منکر کافر نہیں ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ فقہاء کرام حدیث متواتر کے لئے بھی کچھ شرائط عائد کرتے ہیں کہ اگر حدیث متواتر ان صفات کی حامل ہو اور کوئی اس کا منکر ہو تو اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ حدیث متواتر میں خواہ تواتر لفظی ہو یا تواتر معنوی، نیز اس کا دین میں ہونا ہر عام و خاص کو معلوم بھی ہو، ایسی حالت میں اس پر یہ حکم لاگو ہوگا جیسا کہ شرح فقہ الاکبر میں ہے "**من انكر الاخبار المتواترة في الشريعة كفر مثل حرمة لبس الحرير على الرجال ثم اعلم انه اراد بالمتواتر ههنا المتواتر معنوى لا لفظى** (ص ۲۰۲)

یہ بھی پیش نظر رہے کہ اگرچہ قاضی عیاضؒ خلاصۃ الوفاء میں اس مسئلہ پر اجماع نقل کرچکے ہیں اور علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اجماع کا منکر کافر ہے جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے "**ان مخالف الاجماع كفر** (ج ۴ ص ۲۲۳) لیکن علامہ شامی آگے چل

کرخود ہی فرماتے ہیں کہ کسی مسئلہ میں جب تک خبر متواتر قطعی الدلالۃ ہو اس پر پوری امت کا اجماع بشمول اجماع صحابہؓ نہ ہو یا اجماع صحابہؓ تو ہو لیکن قطعی نہ ہو یعنی بطریق متواتر ہم تک نہ پہنچا ہو یا بطریق تواتر ہم تک پہنچا ہو لیکن اجماع سکوتی ہو تو ان تمام صورتوں میں اس منکر شخص کو کافر نہ کہا جائے گا، جیسا کہ فتاوی شامی میں ہے۔

”والحق ان المسائل الاجماعية الجماعية تارة يصحبها التواتر عن صاحب الشرع كوجوب الخمس وقد لايصحبها ،فالاول يكفر جاحده لمخالفته التواتر لا لمخالفته الاجماع اذا لم تكن الآية او الخبر المتواتر قطعي الدلالة او لم يكن الخبر متواترا او كان قطعيا لكن فيه شبهة او لم يكن الاجماع جميع الصحابة او كان اجماع الصحابة ولم يكن قطعيا بان لم يثبت بطريق التواتر او كان قطعيا ليكن كان اجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لايكون الجحود كفرا (ج ۴ ص ۲۲۳) لہٰذا ان ادلہ کی روشنی میں مذکورہ مسئلہ کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ انکار کی صورت میں ایسا شخص کامل مومن نہیں رہے گا۔

۴۔۔مذکورہ عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے اور امت کے کبار علماء اس مسئلہ کے قائل ہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء دیو بند (کثر اللہ سوادھم) مذکورہ ادلہ کی روشنی میں اس مسئلہ کو عقیدہ کا مقام دیتے ہیں، بلکہ علماء متاخرین اس پر اجماع نقل کر چکے ہیں اور یقیناً اجماع غلو نہیں ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے اور آپ ﷺ کی نسبت سے آپ ﷺ کے جسد مبارک کے ساتھ مس کی ہوئی مٹی کو بھی یقیناً یہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ آپ ﷺ کا جسد مبارک کعبہ، عرش اور کرسی سے افضل ہے۔اس کو غلو کہنا اور عقیدہ شرکیہ کے ساتھ تشبیہ دینا صحیح نہیں ہے جس سے اجتناب ضروری ہے فقط واللہ اعلم

وصلی اللہ تعالیٰ سیدنا صاحب لواء الفخر محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وجمیع من تبعہ الی یوم الدین

آمین یارب العلمین

الجواب الصحیح	الجواب الصحیح	کتبہ
محمد انعام الحق	محمد عبدالمجید دین پوری	عطاء الرحمٰن
ابوبکر سعید الرحمٰن	مفتی نظام الدین شامزئی	المتخصص فی الفقہ الاسلامی
محمد شفیق عارف	صالح محمد اوکاڑوی	جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

★★★★★

غیر مقلدین کا تعارف

حضرت اوکاڑوی ؒ اکثر غیر مقلدین کا تعارف بایں الفاظ کرایا کرتے تھے

کہ

اہل حدیث کا ایک نشان
نبی پاکؐ پہ جھوٹ بہتان

اہل حدیث کی ایک پہچان
رسولؐ خدا کے نافرمان

اہل حدیث کی ایک ہی عادت
سنت رسولؐ سے کھلی بغاوت

تذکرۃ المحدثین

امام المحدثین مولانا عبدالرشید نعمانیؒ

(مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی)

تقسیم ہند کے بعد برصغیر کے علمی حلقے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک وہ طبقہ تھا جو موجودہ ہندوستان میں ہی رہا دوسرے طبقے نے پاکستان کی طرف ہجرت کر کے اس اسلامی ملک کی در و دیوار کو آفتاب نبوت کی کرنوں سے روشن کیا۔ ان حضرات میں محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ خیر العلماء مولانا خیر محمد جالندھریؒ شیخ عبدالحق محدث اکوڑہ خٹک ،مفتی اعظم حضرت مولانا شفیع صاحبؒ دیوبندی ، نابغۃ العصر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی ،امام المحد ثین حضرت مولانا عبد الرشید نعمانیؒ کے اسمائے گرامی نمایاں نظر آتے ہیں جو حضرات بقید حیات ہیں ان میں امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مازالت شموس فیوضہ بازغۃ علینا کا نام اسم گرامی تا قیامت درخشندہ و تابندہ رہے گا ان وارثان نبوت میں سے ہر ایک فرد وحید العصر تھا اور اپنے اندر ایک جماعت کے اوصاف لیے ہوئے تھا اس جماعت میں سے امام المحد ثین حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کا تذکرہ اجمالی طور پر سپرد قلم کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

محقق العصر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ برصغیر پاک و ہند کی مشہور علمی شخصیت تھے۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات صبح ساڑھے دس بجے کے قریب آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ہندوستان کے مشہور شہر جے پور میں پیدا ہوئے۔ مولانا نسباً راجپوت تھے۔ والد ماجد مفتی عبدالرحیم صاحب مشہور خطاط تھے۔ مدرسہ انوار محمدی میں ابتدائی کتب پڑھیں۔ منشی ارشاد علی خان اور منشی عبدالقیوم صاحبان سے فارسی کی بڑی کتابیں پڑھیں اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں میزان

الصرف سے لے کر مشکوۃ المصابیح تک کی کتابیں علامہ قدیر بخش بدیوانیؒ سے پڑھیں اس کے بعد دارلعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ تشریف لے گئے اور محدث جلیل فقیہ زمانہ شیخ طریقت حضرت مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ کی صحبت اختیار فرمائی علوم حدیث میں آپ سے خوب استفادہ حاصل کیا اور بہت سی حدیث کی کتابیں آپ کے یہاں خوب تحقیق سے پڑھیں ۔پھر آپ کے بڑے بھائی اور مشہور زمانہ کتاب معجم المصنفین کے مولف حضرت مولانا محمود حسن خان صاحب ٹونکیؒ کے ساتھ کافی عرصہ گزارا اور آپ کو بیک وقت علم کلام ،تاریخ ،فقہ اصول فقہ اور حدیث میں بڑی گہری نظر تھی ۔جس سے حضرت مولانا کو بھی علم تاریخ میں اور علوم مختلفہ کے مصنفین کے بارے میں بصیرت تامہ حاصل ہوگئی ۔۱۹۴۲ء میں آپ ندوۃ المصنفین کے رکن بنے ۔یہیں پر اپنی بے نظیر کتاب لغات القرآن تصنیف فرمائی ۔۱۹۴۷ء تک ندوۃ ہی میں رہے پھر پاکستان ہجرت فرمائی ۔علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی توجہ سے دارلعلوم ٹنڈو اللہ یار سندھ کی بنیاد پڑی تو آپ وہاں تشریف لے گئے ۔یہاں آپ نے بعض کتب فقہ ،اصول فقہ ،نحو، منطق ،کا درس دیا ۔مقدمہ ابن صلاح بھی پڑھائی ۔اس وقت علامہ ادریس کاندھلوی ،حضرت مولانا عبیدالرحمٰن صاحب کامل پوری محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور محدث کبیر حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ جیسے حضرات بھی وہاں موجود تھے۔

جب حضرت بنوریؒ نے کراچی میں جامعۃ الاسلامیہ بنوری ٹاؤں کی بنیاد رکھی تو حضرت کی درخواست پر یہاں تشریف لے آئے اور صحیح بخاری کے علاوہ بقیہ کتب خمسہ ،موطا شرح معانی الاثار ، کتاب الآثار جیسی تمام کتب حدیث کا درس دیا اور کتب فقہ میں الاختیار اور کنز الدقائق بھی آپ کے زیر درس رہیں ۔آخر میں جامعہ ہی میں مجلس الدعوۃ والتحقیق فی الفقہ کے نگران ورئیس منتخب ہوئے ۔طلبہ کے رسائل بھی آپ ہی کے اشراف کے تحت لکھے

جاتے تھے۔

یہ سلسلہ ۱۴۱۲ھ تک رہا اس کے بعد چند سال مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات میں صحیح بخاری اور شرح معانی الآثار کا درس دیا۔ اسی اثنا میں تقریباً دو ڈھائی سال کے عرصہ تک مدرسہ معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد میں اساتذہ کی ایک جماعت کو بھی درس دیتے رہے۔
حضرت مولانا کی شخصیت علم و فضل زہد و تقوی میں بے مثال تھی۔ وسعت مطالعہ کے ساتھ تحقیق و تدقیق کے میدان میں مولانا کو بہت اونچا مقام حاصل تھا۔ خصوصاً فن رجال میں اس دور کے اندر مولانا کا کوئی ثانی نہ تھا۔ علم حدیث سے حضرت کو بڑا گہرا شغف تھا اور زندگی کا بڑا حصہ علم اصول حدیث کی خدمت میں گزار دیا۔ محدث ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوریؒ کی مشہور زمانہ کتاب ''المدخل'' پر آپ کا شاہکار تبصرہ اس پر شاہد عادل ہے۔ نیز ''امام ابن ماجہ اور علم حدیث'' آپ کی اس قدر عمدہ تصنیف ہے کہ اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اگر آج طلباء اس کے مطالعہ کو معمول بنالیں تو فن حدیث کے متعلقات میں صلاحیت پیدا ہوسکتی ہے ''**ماتمس الیہ الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه**'' جواب بلا دعرب میں الامام ابن ماجہ و کتابہ السنن'' کے نام سے چھپ چکی ہے حضرت کے علمی مقام کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تین سو صفحات سے زائد یہ کتاب حضرت نے بیس دن سے کچھ اوپر میں تصنیف فرمائی جبکہ تدریس و تعلیم کے دوسرے مشاغل بھی جاری تھے۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ مقدمہ کتاب میں بات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ
''**ولکن لا غرابة فی ذالک فقد کان فی شبابه نشیطاد ائبا فی العقل لا یعرف الکلل فی الملل مع ما عطاه الله تعالی من ذکا نادر وفهم ثاقب واطلاع واسع علی کتب الحدیث ومتعلقاته وعلی مواضع الفوائد الحدیثیة وا لاصولیة المنشورة فی نشتی الکتب .**

ترجمہ: مگر یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ شیخ جوانی ہی میں باہمت اور مشغلہ علم میں کوشاں رہتے تھے اور تھکاوٹ واکتاہٹ کا کوئی سوال ہی نہ تھا، پھر اللہ نے آپ کو بے پناہ ذہانت اور علمی سمجھ بوجھ بھی عطا فرمائی تھی اور اسکے ساتھ ساتھ کتب حدیث اور اس کے متعلقات نیز مختلف کتابوں میں موجود حدیث اور اصول حدیث سے متعلق متفرق فوائد پر گہری نظر ہے شیخ عبدالفتاحؒ خود کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ آپ کے علمی مقام کا اندازہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرنے والا ہی بخوبی کرسکتا ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی آپ کا ذکر ان الفاظ سے کرتے ہیں "عالم اسلام کا مایہ ناز محدث اور اسلامی علوم کے بے مثال شناور" حضرت شیخ ابوغدہؒ دوسری جگہ مولانا نعمانیؒ کا تذکرہ ان الفاظ سے فرماتے ہیں "**هو العلامة الجليل المحدث الناقد المحقق البارع الضليع الشيخ محمد عبد الرشيد........**

احد كبار علماء الحديث فى الهند و باكستان و صاحب التحقيقات و التدقيقات و الجو لات الظافره فى ميادين العلم .

وہ بہت بڑے عالم محدث ناقد محقق، نیک صالح یعنی شیخ محمد عبدالرشید جو ہند وپاک کے بڑے بڑے علماء محدثین میں سے ایک ہیں اور صاحب تحقیق وتدقیق ہیں اور علمی میدانوں میں کامیابی کے ساتھ دوڑنے والے ہیں نیز لکھتے ہیں کہ **وهو من افذا ذا العلماء ا لمحققين فى تلك الديار علما و فهما و هدهدا ؑ و تقى ً و اوقاته معمورة ليلاً ونهارا بذكر تلاوت وو عظ وارشاد و تحقيق ومطالعة اوتدريس وتعليم او تصنيف وتاليف و اكبر شغله الدرس والافادة البحث والمطالعة .وله تصانيف ممتعة فائقه فى علوم الحديث وغير ه و بحوث وعلمية ومقالات مفيدة فى شتى الفنون .**

اور وہ بڑے محقق علماء میں سے ہیں ان (اپنے) علاقوں میں علم، فہم، دنیا سے بے رغبتی، اور

خشیت الٰہی کے اعتبار سے اور ان کے اوقات دن رات ذکر اور تلاوت وعظ اور ارشاد و تحقیق اور مطالعہ کتب اور تدریس و تعلیم تصنیف و تالیف سے آباد ہیں اور ان کا بڑا مشغلہ درس اور فائدہ رسانی، بحث اور مطالعہ اور ان کی بلند پایہ، نفع بخش تصانیف ہیں علم حدیث وغیرہ میں ا ور مختلف فنون میں علمی بحثیں اور مفید مقالہ جات ہیں۔

الغرض مولانا گویا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے جو بات پوچھی جاتی جواب میں معلومات کا وسیع ذخیرہ مہیا فرما دیتے تھے۔ حضرت مولانا نے خالص علمی طبیعت پائی تھی یہی وجہ ہے کہ مجلس میں تشریف لے جاتے وہ علمی مجلس میں بدل جاتی تھی اور ایک علمی اور فضاء قائم ہو جاتی تھی۔ حضرت مولانا کو مذہب حنفی سے بڑا گہرا تعلق تھا اور عشق کے درجہ میں محبت تھی۔ سراج الائمہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے سچے مقلد اور عاشق صادق تھے۔ علماء احناف خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہؒ پر محدثین حضرات خصوصاً علمائے شوافع کی طرف سے جو بے جا طعن اور جرح کا سلسلہ تقریباً ہر زمانے میں رہا ہے اس سے حضرت مولانا کو بڑا شکوہ تھا اور مختلف مجالس میں بڑے دردمندانہ طور پر اس کا تذکرہ فرماتے رہتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ پر بھی اس سلسلہ میں گرفت فرماتے رہتے تھے لیکن اس سب کے باوجود ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ مولانا کو اللہ نے بھرپور ظرافت طبع عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ اپنے مخصوص ظریفانہ لہجے میں ارشاد فرمایا اللہ معاف کرے ان شوافع میں سے امام دارقطنی اور امام ابن عدیؒ کو ساری عمر اس میں گزار دی کہ جہاں کوئی حنفی ملے اس کو پکڑ کر مارو اس سے حنفی راوی کی بے جا تضعیف کی طرف اشارہ ہے۔ اور جہاں کوئی شافعی راوی آیا تو کہتے ہیں چلو چلو آگے چلو حضرت امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ آتا یا امام صاحب کے مناقب پڑھے جا رہے ہوتے تو حضرت مولانا پر رقت طاری ہو جاتی اور بسا اوقات آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مذہب حنفی کی خدمت میں گزار دیا۔ امام ابوحنیفہؒ کی

تابعیت کا بہت سے متعصب شوافع علماء نے انکار کیا حتی کہ بعض علمائے احناف بھی شوافع سے متاثر ہو کر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ رویۃ تو تابعی ہیں روایۃ نہیں۔

حضرت مولانا نے امام صاحب کی رویۃ ودرایۃ تابعیت کو امام ابوحنیفہ اور ان کی تابعیت کے عنوان سے ایک رسالہ میں بڑی تفصیل و تنقیح سے مدلل کر کے ثابت فرمایا۔ اسی طرح کتاب الآثار کے بارے میں اکثر اور بڑے بڑے علماء احناف کو بھی یہ مغالطہ رہا ہے کہ یہ امام ابوحنیفہؒ کی تالیف نہیں بلکہ امام محمدؒ کی تالیف ہے۔ حضرت مولانا وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے اس مسئلے کو بھی منقح فرمایا اور متقدمین کی بعض نقول سے ثابت فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ ہی اس کتاب کے اصل مولف ہیں اور امام محمدؒ کی طرف اس کی نسبت محض راوی ہونے کی حیثیت سے ہے جیسا کہ موطا مالک کی نسبت امام محمدؒ کی طرف بوجہ راوی ہونے کے کی جاتی ہے اور موطا محمد کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ کتاب الآثار کو اصح الکتب بعد کتب اللہ فرماتے تھے۔ آپ نے کتاب الآثار کے روات پر بھی عمدہ کام کیا اور ثابت کیا کہ کتاب الآثار اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے پھر موطا مالک ہے پھر بخاری پھر مسلم کا مرتبہ ہے۔ علماء احناف اور خصوصاً امام ابوحنیفہؒ پر علم حدیث سے ناواقفیت کا اعتراض بھی ہر زمانہ میں لوگوں کی زبان پر رہا ہے۔ حضرت مولانا نے اس موضوع پر سب سے پہلے قلم اٹھایا اور یہ بات واضح فرمادی کہ علم حدیث میں تصنیف علی الابواب کا سلسلہ سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ نے ہی اختیار فرمایا اور "ابو حنیفہؒ اول دون الحدیث" کے عنوان پر ایک مستقل مضمون تحریر فرمایا۔ نیز امام ابوحنیفہؒ کے مناقب اور علم حدیث میں امام صاحب کی جلالت شان پر ایک بے نظیر کتاب "مکانۃ الامام ابی حنیفہ فی الحدیث" کے عنوان سے تحریر فرمائی جس میں علامہ ابن حجر مکیؒ کی "الخیرات الحسان"، علامہ دمشقیؒ کی "عقود الجمان" اور دیگر ائمہ کی کتابوں سے امام صاحب کا حقیقی مقام واضح فرمایا۔

روئیداد

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

اس عنوان کے تحت ان خوش قسمت حضرات کے انٹرویو یا آپ بیتی کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا جن حضرات نے دور حاضر میں قافلہ کفر کو چھوڑ کر قافلہ اسلام یا قافلہ بدعت کو چھوڑ کر قافلہ سنت کو اختیار کیا۔ اس کا آغاز شورکوٹ میں حنفی ہونے والے خوش قسمت حضرات کے واقعہ سے کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علاقہ 17 گگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب پاکستان میں غیر مقلدین نے غیر ملکی امداد سے کچھ عرصہ قبل مسجد قائم کی جب کہ اس سے پہلے 17 گگھ میں ان کی کوئی مسجد قائم نہیں تھی اور نہ ہی کوئی غیر مقلد تھا تو ان کے مولوی اسماعیل سلفی نے سادہ لوح مسلک احناف کے لوگوں میں قرآن وحدیث کا دھوکہ دے کر اور غیر ملکی امداد سے سیم وزر کا لالچ دے کر اپنی کاوش شروع کی جس کے نتیجہ میں سات (7) آدمی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے ان کے دھوکہ میں آکر اور روزانہ کے مسجد میں بیٹھ کر دیئے جانے والے ''درس قرآن وحدیث'' سے متاثر ہوکر غیر مقلدیت کی طرف مائل ہوگئے۔ اسی دوران قاری محمد سلیم اللہ یسین صاحب (مدیر مدرسہ دارالقرآن بلال کالونی نزد رفیقی چوک شورکوٹ کینٹ ضلع جھنگ) نے غیر مقلدیت کی بڑھتی ہوئی کاوشوں کو دیکھ کر فاتح غیر مقلدیت وفاتح مماتیت مجاہد اسلام، وکیل احناف، یادگار اسلاف جناب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدھم ناظم اعلی اتحاد اہل السنّت والجماعت پاکستان کو دعوت دی۔ مولانا صاحب 17 گگھ کی جامع مسجد صدیقہ میں تشریف لائے۔ عشاء کی نماز

کے بعد مولانا صاحب نے خطاب عام فرمایا جس میں مولانا صاحب نے قرآن وسنت کی روشنی میں مسلک احناف کی ترجمانی کرتے ہوئے غیر مقلدیت کی حقیقت کو بیان کیا اور غیر مقلدین کی پیدائش کو برصغیر میں انگریز کی آمد کے بعد قرار دیا۔ یہ بات سننے کی دیر تھی کہ 17 گگھ مسلک اہل حدیث کے مولوی محمد اسماعیل سلفی بازوؤں کو چڑھاتے ہوئے خود بھی اوران کے دور دراز سے آئے ہوئے پرانے اور نئے مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے جوابھی مسجد سے باہر مولانا صاحب کا خطاب سن رہے تھے اب مولانا غصہ سے بھرے ہوئے مسجد میں آگئے اور شیر اسلام، شمشیر بے نیام، فاتح غیر مقلدیت ومماتیت جناب حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب ناظم اعلی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان سے سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع کیا۔ جس کے نتیجہ میں غیر مقلدیت کو منہ کی کھانا پڑی انتہائی درجہ کی شرمندگی ہوئی حتی کہ ان کے اپنے ہم مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے پرانے لوگوں نے اپنے مسلک کے مولوی اسماعیل سلفی سے اصرار کیا کہ اب تک تم ہمیں مسجد میں بٹھا کر قرآن وحدیث کی قسمیں اٹھا اٹھا کر اور عربی عبارتیں پڑھ کر جن کو قرآن وحدیث تعبیر کرتے تھے اب شیر اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کو جواب دو۔ تو اب وہ شرمندہ ہوکر جو بھی کتاب کا حوالہ دے کر کوئی عبارت پڑھتا مولانا صاحب اس کی ادھوری عبارت بھی اور ساتھ ملا کر پوری عبارت پڑھ کر مسئلہ بتاتے رہے۔ آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ وہ چند نوجوان جو غیر مقلدیت کی میٹھی میٹھی باتوں سے متاثر ہوکر اور قرآن وحدیث کے نام پر دیئے جانے والے دھوکہ میں آکر ان کی جماعت میں شامل ہو چکے تھے اور توبہ تائب ہوکر وہیں مسجد میں کھڑے ہوکر مسلک اہل حدیث (غیر مقلدین) اوران کے مولوی محمد اسماعیل سلفی کو برا بھلا کہنے کے ساتھ ساتھ واپس مسلک اہل السنۃ والجماعۃ پر آنے کا اعلان کر دیا (الحمد للہ) یہ بات سننے کی دیر تھی کہ مولوی محمد اسماعیل سلفی نے رفع یدین کے موضوع پر

مناظرے کا چیلنج کیا۔مولانا محمد الیاس گھمن صاحب نے کھلے دل کے ساتھ انکے چیلنج کو قبول کرلیا جس کی تاریخ 25 مئی 2006 بروز جمعرات بمقام ڈیرہ چوہدری سرور گجر 17 گگھ طے ہوئی جس کی تحریر آگے درج کی گئی ہے۔ادھر غیر مقلدیت نے کبھی نمبر دار سے اور کبھی دوسرے سیاسی لوگوں سے جا کر یہ کہنا شروع کردیا کہ مناظرہ نہیں ہونا چاہیے یوں ہوجائے گا حالات خراب ہوں گے۔آخر کار تھانہ میں جا کر اطلاع کردی جس کے نتیجے میں انتظامیہ نے مناظرہ نہ ہونے دیا لیکن اس کے باوجود شیر اسلام فاتح غیر مقلدیت و مماتیت حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب اپنے رفقاء مولانا محمد عبداللہ عابد صاحب' مولانا مفتی محمد آصف کے ہمراہ 25 مئی کو 17 گگھ متصل 20 گگھ میں تشریف لائے مردوں اور خواتین میں خطاب کیا سوالات کے جواب دیئے۔اس کے بعد سے لے کر تادم تحریر الحمد للہ شورکوٹ میں غیر مقلدین نے مناظرہ کا نام تک لینا چھوڑ دیا۔مسلک اہل حدیث (غیر مقلدین) سے تائب ہوکر واپس مسلک اہل سنت والجماعت فقہ حنفی پر آنے والے احباب کے نام مع ایڈریس تحریر کئے جاتے ہیں۔

1-چوہدری سجاد شفیق جٹ اور مشتاق احمد چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

2-رانا محمد عارف ورانا خلیل احمد چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

3-رانا لیاقت ومحمد شفیع چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

4-رانا عمر حیات ورانا لیاقت چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

5-چوہدری طارق جٹ ومحمد ارشد نمبردار چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

6-چوہدری عمر حیات جٹ ومحمد صدیق چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

7-محمد ساجد وکیل راجپوت چک نمبر 17 گھگھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

خوشخبری

۱۔ مرکز اہلسنت والجماعت سرگودھا کے زیر اہتمام گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی سکولوں اور کالجوں کے طالب علموں کے لئے چھٹیوں میں 40 روزہ صراط مستقیم کورس کا اہتمام کیا جا رہا ہے، جس میں مختلف اوقات کے مختلف مسائل اور دعائیں سکھانے کا اہتمام کیا جائے گا۔

طالبعلموں سے التماس ہے کہ کورس میں ضرور شرکت فرمائیں

قیام وطعام مدرسہ کے ذمہ ہوگا' موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں

۲۔ اس کے ساتھ ساتھ سہ روزہ فہم دین کورس ہر مہینے کی پہلی جمعرات' جمعہ' ہفتہ اتوار کو منعقد ہوا کرے گا۔ اس میں مختلف علمائے کرام آنے والے حضرات کو مسلک اہلسنت والجماعت کے دفاع کی تیاری کروائیں گے۔ جس کا افتتاح ان شاء اللہ اپریل کے پہلے ہفتے سے ہو جائے گا۔

مرکز اہل السنت والجماعت ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا